ضروری دینی مسائل

تالیف
محمد حسین
بانی مدرسہ دینیات حسانیہ حیدرآباد
صدر حسانیہ ایجوکیشنل ٹرسٹ، حیدرآباد

حسانیہ ایجوکیشنل ٹرسٹ (رجسٹرڈ) 22-4-269 کوٹلہ عالیجاہ
حیدرآباد ۵۰۰۰۲۳ (اے پی) انڈیا

بارِ اوّل : ۲ ہزار
اشاعت : رمضان المبارک ۱۴۱۳ھ م مارچ ۱۹۹۳ء

ھَدیہ : پچیس روپے

زیرِ اہتمام : حسّانیہ ایجوکیشنل ٹرسٹ رجسٹرڈ
۲۲-۴-۲۶۹ کوٹلہ عالیجاہ، حیدرآباد ۵۰۰۰۲۳ (اے پی) انڈیا

طباعت : اسپیڈ پرنٹرس رحمت کدہ سعیدآباد۔ حیدرآباد
جِلد بندی : حفیظیہ بک بائنڈنگ چھتّہ بازار۔ حیدرآباد

خوشنویسی : اِدارہ سلام خوشنویس

629

فہرست مضامین

ضروری دینی مسائل کے مُطالعہ کے دوران کسی بھی مضمون میں غلطی نظر آجائے تو براہ کرم حوالہ کے ساتھ بذریعہ خط، احقر کو مطلع فرمائیں تاکہ دوسری اشاعت کے وقت اِصلاح کی جاسکے۔

محمّد حُسین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خدائے لم یزل کے نام

مَیں اپنی اِس حقیر کوشش کو مُعنوَن کرتا ہوں
مشیّتِ ایزدی جس سے جو چاہے کام لے لیتی ہے !
ایک مسلمان کی حیثیت سے بارگاہِ عزّ و جل میں سجدہ ریز ہوں کہ
اُسی کی توفیق سے مَیں نے اس رسالہ ضروری دینی مسائل
کو یکجا کیا ۔ میری یہ کوشش نہ تو قابلِ فخر ہے اور نہ حرفِ آخر !

وَمَا تَوْفِيْقِىْ اِلَّا بِاللّٰه

مُحمّد حُسین

○ ماں باپ کی صحیح تربیت اور اللہ کی توفیق ہی نیک راستہ پر گامزن کرتی ہے ۔ اِس رسالۂ دینیات سے استفادہ کرنے والے حضرات سے میری مخلصانہ خواہش ہے کہ میرے والدِ بزرگوار حضرت الحاج محمد علی صاحب حُسامی مغفور کو ایصالِ ثواب میں شامل فرمائیں ۔
مُحمّد حُسین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیش لفظ

تمام تعریف اس خدائے بزرگ و برتر کے لیے ہے جو ساری کائنات کا پیدا کرنے والا ہے اور اپنے فضل و کرم سے حقیر و پست کو عظمت اور گمراہ کو ہدایت دیتا ہے اور ایک معمولی ذرّہ کو آفتاب بنا دیتا ہے۔

شکر ہے پاک پروردگار کا کہ اُس نے مجھ ناچیز کو بھی اپنے فضل و کرم سے ہدایت فرمادی کہ مَیں دینی تعلیم کے ذریعہ بندگانِ خدا کی کچھ خدمت کروں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ــــ تم میں بہترین شخص وہ ہے جو علمِ دین سیکھے اور دوسروں کو سکھائے۔

اِس مبارک حدیث شریف نے مجھے دینی تعلیم و تعلّم کی ترغیب دی۔ پس میں نے پہلے خود قرأتِ کلامِ پاک مع تجوید پڑھا اور ضروری دینی اُمور کی تعلیم حاصل کر کے ایک دینی مدرسہ قائم کر دیا جس کا نام مشہور صحابی حسّان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے مقدس نام نامی پر "مدرسۂ دینیات حسّانیہ" رکھا گیا۔ مدرسہ ہٰذا تا دمِ تحریر بمقام کوٹلہ عالیجاہ، حیدر آباد کارکرد ہے، جہاں بفضلہٖ تعالیٰ، کلام اللہ، فقہی مسائل و دیگر دینی علوم کی تعلیم جاری ہے۔

بحمداللہ متعدد طلبہ اب تک قابلِ لحاظ دینی تعلیم حاصل کر چکے ہیں۔

مدرسۂ ہٰذا کی اُمید افزا حالت اس اَمر کی متقاضی ہے کہ اس کو مزید توسیع دے کر زیادہ سے زیادہ معیاری تعلیم و تربیت کا اہل بنایا جائے۔ چنانچہ اِس مقصد کے لیے میں نے اطراف و اکناف کے مدرسوں کا معائنہ کیا اور متعدد اساتذہ سے تبادلۂ خیال بھی کیا تاکہ ان سے کچھ رہنمائی حاصل ہو۔ لیکن یہ جان کر دُکھ ہوا کہ خود اساتذہ کو تعلیم و تربیت دینے کی ضرورت ہے۔ پھر میں نے ارادہ

کرلیا کہ روز مرّہ زندگی کے فقہی مسائل ودیگر دینی اُمور' علمائے اکابر کی عظیم ومُستند کتابوں سے اخذ کرکے ایک ایسی آسان اور مختصر کتاب مرتب کی جائے جو اساتذہ اور تلامذہ ہردو کے لیے کارآمد ثابت ہو۔ پروردگار عالم کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس نے اپنے فضل وکرم سے میری اعانت فرمائی اور میرے حسب منشا ایک مختصر اور جامع دینی کتاب' مستند دینی کتب کی مدد سے تیار ہوگئی، جس کا نام "ضروری دینی مسائل" تجویز کیا گیا اور کچھ علمائے کرام سے اس کی تصدیق بھی کروالی گئی۔

مولانا حافظ قاری حضرت عبداللہ قریشی صاحب ازہری' نائب امیر شریعت آندھراپردیش وخطیبؒ امام مکہ مسجد اور حافظ وقاری حضرت مولانا الطاف حسین صاحب خطیب و امام' مسجد مردھے منوّر نے کتاب ہٰذا کی افادیت اور اس کے وقیع ہونے کے بارے میں اپنی آرا کا اظہار فرمایا ہے۔ پروفیسر ڈاکٹر مسعود احمد خاں (دکن میڈیکل کالج) اور محترم مولانا غلام غریب نواز خاں اجمیری سابق منتظم سماع خانہ درگاہ اجمیر شریف اور برادرم مقبول (تاجر) کا بھی بے حد ممنون ہوں کہ ان حضرات نے ہر ہر قدم پر میری رہبری فرمائی اور مخلصانہ تعاون سے نوازا۔

"ضروری دینی مسائل" کی کتابت کے بعد اس کی تصحیح کا نہایت اہم مسئلہ درپیش تھا۔ چنانچہ میرے برادرِ عزیز سلام خوشنویس صاحب کے مشورے سے شہر حیدرآباد کی مشہور علمی دینی شخصیت' الحاج مولانا سید محمد حبیب اللہ قادری (المعروف بہ رشید پادشاہ) سابق امیر جامعہ نظامیہ' حیدرآباد وصدر' صدر مجلس علمائے دکن' حیدرآباد' جن کی خدمات مُلک کے واحد ادارے "دائرۃ المعارف" عثمانیہ یونیورسٹی کو بہ حیثیت صدر مصحح حاصل رہیں' سے درخواست کی گئی۔ مولانا موصوف نے نہ صرف دِلجوئی سے کتاب کی تصحیح فرمائی بلکہ اپنے قیمتی اور مخلصانہ مشوروں سے بھی نوازا ____ میں بارگاہِ ایزدی میں ان کی درازیٔ عُمر اور صحت وعافیت کے لیے دَست بہ دُعا ہوں۔

کتابت وتصحیح کے دُشوار گزار مَراحل کے بعد' کتاب کی طباعت کے لیے کثیر اخراجات کی فراہمی کا نازک مرحلہ درپیش تھا۔ مگر بہر حال نیک کاموں میں نہ صرف اللہ کی توفیق ونُصرت شامل ہوجاتی ہے بلکہ نیک بندوں کی معاونت بھی حاصل ہوجاتی ہے ____ میں اس موقع پر برملا یہ کہنا چاہوں گا کہ میرے چند مخلص کرم فرما دوست اور اشاعتِ دین سے تعلقِ خاطر رکھنے والے حضرات نے میری کمرِ ہمت باندھی' جن میں قابلِ ذکر جناب عبدالحکیم صاحب' برادرم غلام احمد' جناب محمد جعفر'

(نظام کلب) جناب خواجہ بھائی (کرانہ مرچنٹ، منڈی میر عالم) جناب افضل میاں کارچوب والے جناب میاں بھائی (پتھر گٹی) جناب محمد عبد الستار (انسپکٹر پولس) جناب حامد علی خاں صاحب (انسپکٹر پولس) جناب حفیظ خاں (انسپکٹر پولس) جناب حافظ حبیب الدین، جناب محمد سعید (کوٹلہ عالیجاہ) برادرم مقبول پہلوان بارکس، جناب محمد شفیع الدین ایڈوکیٹ (سلیم نگر) برادرم ڈاکٹر حمید اشفاق اشرف، جناب ستار بھائی، جناب یوسف بھائی، جناب ادریس بھائی، جناب اشرف بھائی اور جناب سید زین العابدین، منتظم مسجد شکار خانہ ہیں ۔ ان حضرات نے مجھ سے ممکنہ حد تک مالی تعاون فرمایا۔ اللہ تعالیٰ ان حضرات کو اجرِ عظیم سے نوازے۔ آمین

محترم حضرت سید انوار اللہ شاہ نقشبندی مدظلہ، کا بے انتہا ممنون ہوں کہ، باوجودیکہ وہ عدیم الفرصت تھے، موصوف نے میری کتاب " ضروری دینی مسائل " کا بغور مطالعہ فرماکر پسندیدگی کا اظہار کیا اور اپنی گرانقدر رائے بھی تحریر فرمائی۔

آخر میں، یہ کہنا چاہوں گا کہ، یہ مقدس کام جس عقیدت واحترام اور تن دہی کے ساتھ انجام دیا گیا ہے، اسی طرح قارئین کرام " ضروری دینی مسائل " سے صحیح طریقہ پر استفادہ کریں اور حدیثِ مبارک اُطْلُبُ الْعِلْمَ وَلَوْکَانَ بِالصِّیْنِ یعنی " علم حاصل کرو خواہ تمہیں چین ہی کیوں نہ جانا پڑے ۔ کی تعمیل کر کے سرکار دو عالم محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی حاصل کریں اس کتاب کا مقصد بھی یہی ہے کہ ایک عام مسلمان مہد سے لحد تک کے ابتدائی مسائل سے کما حقہ، واقفیت حاصل کر کے اپنی زندگیوں کو کتاب وسُنّت کے مطابق گزارنے کی کوشش کریں اور واقفِ دین کہلانے کے مستحق بن سکیں۔

قاری محمد حسین

بانی مدرسہ دینیات حسّانیہ، کوٹلہ عالیجاہ۔ حیدرآباد

"ضروری دینی مسائل"

کے بارے میں

مولانا رشید پادشاہ مدظلہ کا ارشاد

محمد حسین صاحب، بانی مدرسۂ دینیہ حسانیہ، نے مہد سے لحد تک کام آنے والے مسائل پر مشتمل کتاب "ضروری دینی مسائل" کے نام سے ترتیب دی ہے۔ اس کی کتابت و طباعت کا خاص اہتمام بھی کیا ہے۔ میرے پاس رجوع ہوے کہ "ضروری دینی مسائل" کی تصحیح کا کام انجام دوں ـــــ تصحیح کے دوران میں نے جہاں جہاں ضروری سمجھا ترمیم بھی کی اور اضافے بھی ـــــ ان کی یہ تالیف اب اس قابل ہے کہ ابتدائی دینی مدارس کے نصاب میں شریک رہے ـــــ اور عوام الناس بھی اس کتاب سے استفادہ کریں۔

خدائے عزّ و جل سے دعا ہے کہ ان کی یہ تالیف مقبولِ خاص و عام ہو اور اس کا اجر اللہ تعالیٰ خوب سے خوب تر عنایت فرمائیں۔
آمین

۱۲-۱-۹۳

مولانا رشید پادشاہ (سید حبیب اللہ قادری)
سابق امیر جامعہ نظامیہ و معتمد صدر مجلس علمائے دکن

نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

الحمدللہ رسالہ آسان دینیات کے مطالعہ سے نگاہ کو نور اور قلب کو سرور میسّر ہوا۔ یقیناً یہ رسالہ دینی کُتب کے گراں مایہ ذخیرہ میں ایک بیش قدر اضافہ ہے۔ اللہ تعالیٰ مُصنّف کو اَجر اور قاری کو عمل کی توفیق عطا فرمائے اور رسالہ کو شرفِ قبولیت بخشے۔
آمین

سید انوار اللہ شاہ نقشبندی

صاحبزادہ حضرت سید خلیل اللہ شاہ حسینی قادری نقشبندی مدظلہ العالی
نبیرۂ محدثِ دکن حضرت ابوالحسنات سید عبداللہ شاہ قادری نقشبندیؒ

نحمدہٗ ونصلّی علیٰ رسولہ الکریم

الحمدُ للہ جناب قاری محمد حسین صاحب زیدت مراتبہ —— ایک درد مند اور سعئ پیہم صفت انسان ہیں، ملّت کے مختلف اہم کاموں میں تحریرًا وتقریرًا اکثر حصّہ لیتے رہتے ہیں۔ اسی سلسلے کی ایک کڑی یہ زیرِ نظر رسالہ کی تالیف وترتیب ہے چونکہ موصوف خیرکم من تعلم القران وعلّمہ کے تحت تعلیم قرآن مجید وحدیث مبارک اور فقہ کے ضروری علوم کے تعلیمی فیض کو بھی جاری رکھا ہے۔ اس سلسلے میں اپنے تجربات کی روشنی میں طلبہ کی سہولت کو مدِ نظر رکھتے ہوئے آسان اور مختصر انداز میں مسائلِ فقہ، کچھ سیرتِ پاکؐ اور سیرتِ صحابہؓ پر اس کتاب کو مرتب کیا ہے۔ اِس خاکسار نے چیدہ چیدہ اَوراق دیکھے ہیں۔ الحمدللہ مؤلف نے کافی عرق ریزی کے ساتھ ضروری مسائل وغیرہ کا اختصار کیا ہے تاکہ مصروف طلبہ طوالت اور تفصیل سے اُکتا نہ جائیں اور تھوڑی سی محنت سے ان ضروری مسائل اور اہم مضامین سیرت وغیرہ کو ذہن نشین کرلیں۔ اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ وہ مؤلف کو جزائے خیر عطا فرمائے اور اس کتاب کو قبولیتِ عام عطا فرمائے۔ آمین

حافظ وقاری محمد الطاف حُسین فاروقی
مُصحح دائرۃ المعارف، امام وخطیب مسجد بردے مُنوّر، پٹیل مارکٹ، حیدرآباد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وکفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ

اما بعد!

جناب محمد حسین صاحب نے اس رسالہ میں دینی و فقہی اہم مسائل کو فقہ حنفی و اہلِ سُنّت وجماعت کی معتبر کتابوں سے لے کر نہایت صاف وسلیس زبان میں ترتیب دیا جو انتہائی مختصر اور جامع ہے۔ گویا انھوں نے سمندر کو ایک کوزہ میں جمع کر دیا۔ جن کے جانے اور عمل کیے بغیر کوئی بھی مُسلمان کہلانے کا مستحق نہیں ہو سکتا۔

مدارسِ شبینہ و صباحیہ کے طلبہ وطالبات اور مسلم بالغوں کی دینی تعلیم کے لیے یہ رسالہ نہایت مفید اور کار آمد ہے۔ میں نے اس کا شروع سے آخر تک لفظ بہ لفظ بہ نظرِ غائر مطالعہ کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ مؤلف کو جزائے خیر سے نوازے اور ان کے اِس عمل کو شرفِ قبولیت سے سرفراز فرمائے۔ آمین بجاہ طٰہٰ ویٰسٓ

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ سیدنا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ وسلم۔ فقط

حافظ محمد عبداللہ قریشی الازہری

خطیب مکہ مسجد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جناب محمد حسین صاحب نے بعض اہم دینی مسائل و فضائل کو یکجا کیا ہے اور اپنی ان تحریروں کو میرے مطالعہ کے لیے ایک موقع فراہم کیا ہے ۔ میں انھیں اپنے لیے مفید پاتا ہوں چونکہ میں ان کا دوسری کتابوں میں بھی حوالہ پاتا ہوں۔ اُمید کہ ان کی بتائی ہوی باتیں ہر ایک کے لیے مفید ہی ثابت ہوں گی ۔

واللہ ولی التوفیق

ڈاکٹر محمد مسعود احمد خاں
پروفیسر دکن میڈیکل کالج
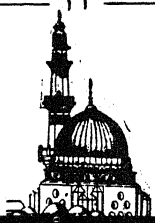
سراپائے سرکار دو عالم حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم

قد میانہ ۔ جسم نہایت متناسب ۔ جلد نہایت نرم ۔ رنگ سُرخ و سفید، چہرہ کھڑا اور متوسط، یعنی بہت سُوکھا نہ بہت پُر گوشت ۔ سر بڑا ۔ بال قدرے لہردار اور شانوں تک لٹکے ہوئے ۔ پیشانی کُشادہ ۔ گردن اُونچی ۔ آنکھیں سیاہ اور سُرمگیں ۔ پلکیں لمبی لمبی ۔ اَبرو کمان دار جو باہم ملے ہوئے نہ تھے ۔ ناک درازی مائل ۔ مُنھ کُشادہ ۔ ریش گھنی ۔ دانتوں میں ساندیں ۔ سینہ چوڑا یعنی کُشادہ ۔ شانے پُر گوشت ۔ شانوں اور کلائیوں پر بال ۔ دونوں شانوں کے بیچ میں کبوتر کے انڈے کے برابر نشانِ ختمِ نبوّت ۔ یعنی گوشت کا کچھ حصّہ اُبھرا ہوا ۔ جس پر تل اور بال تھے ۔ سینۂ مبارک سے ناف تک بالوں کی ہلکی تحریر تھی ۔ ہتھیلیاں پُر گوشت، کلائیاں چوڑی، پاؤں کی ایڑیاں لانبی، ہلکی اور نازک، پاؤں کے تلوے بیچ سے ذرا خالی، یعنی کھڑاویں دار، پسینہ خُوشبودار ۔ رفتار تیز ۔ گفتگو نہایت شیریں ۔ کلام تھم تھم کے فرماتے اور مُتبسّم معلوم ہوتے ۔ جسمِ اطہر پر مکھّی نہیں بیٹھتی تھی اور جسمِ اطہر کا سایہ نہ پڑتا تھا ۔ جب باہر تشریف لے جاتے تو ابرِ رحمت سایہ فگن ہوجاتا۔

کلماتِ اسلام

کلمہ طیبہ

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ

اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔

کلمہ شہادت

اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ
وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ
وَرَسُوْلُهٗ

میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمدؐ اللہ تعالیٰ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔

کلمہ تمجید

سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ
وَلَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ۔ وَاللّٰهُ
اَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ
اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ

اللہ تعالیٰ کی ذات (ہر عیب سے) پاک ہے۔ اور تمام تعریفیں اللہ ہی کیلئے ہیں۔ اور اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اور اللہ سب سے بڑا ہے، اور نہیں ہے گناہوں سے بچنے کی طاقت اور نیکی کے کرنے کی قوت مگر اللہ کی توفیق سے جو بلند ہے، عظمت والا ہے۔

کلمہ توحید

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ
لَا شَرِیْكَ لَہٗ لَہُ الْمُلْكُ
وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی
كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ؕ

نہیں ہے کوئی عبادت کے لائق سوائے اللہ تعالیٰ کے۔ وہ اکیلا ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں۔ اسی کے لیئے ملک ہے اور اسی کی تعریف ہے۔ اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

کلمہ استغفار

اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ الَّذِیْ لَآ اِلٰہَ
اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَ
اَتُوْبُ اِلَیْہِ ؕ

مغفرت طلب کرتا ہوں میں اللہ تعالیٰ سے جسکے علاوہ کوئی معبود نہیں۔ جو زندہ ہے قائم رکھنے والا ہے اور اسی سے توبہ کرتے ہوں۔

کلمہ سید الاستغفار

اَللّٰھُمَّ اَنْتَ رَبِّیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّآ
اَنْتَ خَلَقْتَنِیْ وَاَنَا عَبْدُكَ
وَاَنَا عَلٰی عَھْدِكَ وَوَعْدِكَ
مَا اسْتَطَعْتُ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ
شَرِّ مَا صَنَعْتُ اَبُوْٓءُ لَكَ

اے اللہ! آپ ہی ہمارے رب ہیں آپ کے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ آپ ہی نے مجھ کو پیدا کیا ہے اور میں آپ کا بندہ ہوں۔ اور میں آپ کے عہد معاہدہ پر قائم رہونگا جس قدر مجھ سے ہوسکے۔ پناہ چاہتا ہوں میں آپکی اپنے کرتوتوں کے شر سے۔ جو نعمتیں آپ نے مجھے عطا فرمائی میں ان کا اقرار کرتا ہوں اور اپنے گناہوں کو تسلیم کرتا ہوں پس آپ مجھے بخش دیجیئے

تمام عالم کا پیدا کرنے والا جو اپنی ذات و صفات میں یکتا ہے اُس کا نام اللہ تعالیٰ ہے۔ اللہ اور اس کے ذریعہ سے آئی ہوی چیزوں کی دل سے تصدیق اور زبان سے اقرار کرنے کو ایمان کہتے ہیں۔

سب سے پہلے ہر بالغ عقلمند انسان کو مسلمان ہونے کے لیے زبان سے کلمہ پڑھنا، دل سے تصدیق کرنا یعنی توحید اور رسالت پر صدقِ دل سے ایمان لانا ضروری ہے۔

کلمۂ طیّبہ } لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

ترجمہ: نہیں کوئی معبود سوائے اللہ کے محمّد (صلّی اللہ علیہ وسلّم) اللہ کے رسول ہیں

ایمانِ مُجمل

اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ کَمَا ھُوَ بِاَسْمَآئِہٖ وَصِفَاتِہٖ وَقَبِلْتُ جَمِیْعَ اَحْکَامِہٖ

(ترجمہ) میں اللہ پر، جیسے وہ ہے اپنے ناموں اور صفتوں کے ساتھ، ایمان لایا اور اس کے تمام احکام کو قبول کیا۔

ایمانِ مُفصّل

اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ وَمَلٰٓئِکَتِہٖ وَکُتُبِہٖ وَرُسُلِہٖ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْقَدْرِ خَیْرِہٖ وَشَرِّہٖ مِنَ اللّٰہِ تَعَالٰی وَالْبَعْثِ بَعْدَ الْمَوْتِ

(ترجمہ) ایمان لایا میں اللہ پر، اور اُس کے فرشتوں پر، اور اُس کی کتابوں پر، اور اُس کے رسولوں پر

اور آخیر دن پر اور اس بات پر کہ اچھی اور بُری تقدیر اللہ کی طرف سے ہے ۔ اور مرنے کے بعد اُٹھائے جانے پر ۔

یہ تمام بیان کی ہوی چیزیں عقیدہ کی اصل بُنیاد ہیں، ان میں سے کسی ایک کا بھی انکار کرنے والا کافر ہے ۔

فرشتوں پر ایمان

فرشتوں کو اللہ تعالیٰ نے نُور سے پیدا کیا ہے ۔ اللہ کے حکم سے زمین آسمان ہر جگہ موجود رہتے ہیں، ہم کو دکھائی نہیں دیتے ۔ ہر وقت اللہ کی یاد میں مصروف ہیں ۔ اللہ تعالیٰ نے بہت سارے فرشتوں کو مختلف کاموں پر مامور کیا ہے، وہ حکمِ خداوندی کی عمل آوری میں لگے رہتے ہیں، کبھی خدا کے حکم کی خلاف ورزی نہیں کرتے ۔ ان تمام فرشتوں میں چار فرشتے افضل ہیں ۔

① جبرئیل علیہ السلام جو پیغمبروں کے پاس وحی لانے کے کام پر مامور تھے ۔

② میکائیل علیہ السلام، مینہہ (بارش) برسانے اور مخلوق کو روزی پہنچانے کے کام پر مامور ہیں ۔

③ اسرافیل علیہ السلام، قیامت کے دن صُور پھُونکیں گے ۔

④ عزرائیل علیہ السلام، جانداروں کی رُوح نکالنے کی خدمت انجام دیتے ہیں ۔ ان کو مَلَکُ المَوت بھی کہتے ہیں ۔

کتابوں پر ایمان

آدمیوں کی ہدایت کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے بہت سی چھوٹی بڑی کتابوں کو

نازل کیا گیا ہے۔ یہ صحیفے اور کتابیں بہت سی ہیں جن کی گنتی صحیح طور پر معلوم نہیں۔ ان میں چار کتابیں مشہور ہیں:

توریت: جو حضرت موسیٰ علیہ السلام پر عبرانی زبان میں نازل ہوی۔

زبور: جو حضرت داؤد علیہ السلام پر سُریانی زبان میں نازل ہوی۔

انجیل: جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر نازل کی گئی۔

قرآن مجید: ہمارے نبی آخری الزماں حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر آخری کتاب کی صورت میں نازل کی گئی۔

ان چار کتابوں کے علاوہ کچھ صحیفے (چھوٹی کتابیں) حضرت آدم علیہ السلام پر اور کچھ حضرت شیث علیہ السلام کچھ حضرت ابراہیم علیہ السلام کچھ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوے۔ ان کے علاوہ کچھ اور بھی صحیفے ہیں جو بعض دوسرے پیغمبروں پر نازل ہوے۔ یہ سب کچھ قرآن مجید سے ثابت ہے اور ان کو نہ ماننے والا شخص کافر ہے۔ لیکن قرآن مجید سے یہ بھی ثابت ہے کہ موجودہ توریت، زبور اور انجیل جو یہودیوں اور عیسائیوں کے پاس ہیں، اصلی نہیں ہیں بلکہ ان کتابوں میں ان لوگوں نے تحریف (ردّ و بدل) کر دیا ہے۔ اس لیے ان کتابوں کے متعلق یہ اعتقاد نہیں رکھنا چاہیئے کہ یہ اصلی آسمانی کتابیں ہیں۔ قرآن مجید کے نازل ہونے کے بعد وہ کتابیں اور اُن کی شریعت منسُوخ ہو گئی۔ قرآن مجید سب سے آخری اور مکمل کتاب ہے۔ اس کے احکام قیامت تک جاری رہیں گے اور قرآن مجید کو اللہ تعالیٰ نے ہر قسم کی تحریف (رَدّ و بدل) سے محفوظ فرما دیا ہے۔

رسُولوں پر ایمان

رسولوں پر ایمان لانے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں تک اپنے احکام پہنچانے کے لیے ان ہی میں سے کچھ بندوں کو چُن لیا ہے اور جن کو رسُول یا نبی کہتے ہیں، اللہ تعالیٰ کے بندے اور انسان ہوتے ہیں۔ وہ سچ بولتے ہیں کبھی جھوٹ نہیں بولتے۔ ہر قسم کے گناہِ کبیرہ اور صغیرہ سے معصوم ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے احکام پوری طرح بندوں تک پہنچا دیتے ہیں اور کسی حکم کو نہیں چھُپاتے۔

بڑے پیغمبروں کے نام

نمبر شمار	نام پیغمبر	عمر سال	زمانہ حیات	نمبر شمار	نام پیغمبر	عمر سال	زمانہ حیات
۱	آدم علیہ السلام	930		۱۳	ایوب علیہ السلام	140	1700 B.C
۲	شیش علیہ السلام			۱۴	شعیب علیہ السلام		1600 B.C
۳	ادریس علیہ السلام	365		۱۵	موسیٰ علیہ السلام	120	1520-1400 B.C
۴	نوح علیہ السلام	962		۱۶	ہارون علیہ السلام	123	1523-1400 B.C
۵	ہود علیہ السلام	464	2500. B.C.	۱۷	داؤد علیہ السلام	70	1034-964 B.C
۶	صالح علیہ السلام		2400. "	۱۸	سلیمان علیہ السلام	41	994-924 B.C
۷	ابراہیم علیہ السلام	175	2160-1985 B.C	۱۹	الیاس علیہ السلام		900- B.C
۸	لوط علیہ السلام		2000 B.C	۲۰	یونس علیہ السلام		800 B.C
۹	اسمٰعیل علیہ السلام	137	2074-1937 B.C	۲۱	ذکریا علیہ السلام		100 B.C
۱۰	اسحٰق علیہ السلام	180	2060-1880 B.C	۲۲	یحیٰی علیہ السلام		30 B.C
۱۱	یعقوب علیہ السلام	143	2000-1857 B.C	۲۳	عیسیٰ علیہ السلام		سنہ عیسوی 1-30 A.D
۱۲	یوسف علیہ السلام	110	1427-1817 B.C	۲۴	حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم A.D		17-6-569 A.D

وصالِ مبارک (دوشنبہ بتاریخ ۲ ربیع الاول سنہ ۱۱ھ م ۲۵ مئی سنہ ۶۳۲ء)

بموجب تحقیق ڈاکٹر محمد حمید اللہ، مبلغ اسلام، پیرس

قیامت پر ایمان

ایک روز اللہ تعالیٰ کے حکم سے حضرت اسرافیل علیہ السلام صور پھونکیں گے، جس سے تمام جاندار مرجائیں گے اور دُنیا کی ہر چیز فنا ہوجائے گی۔ صرف اللہ تعالیٰ باقی رہیں گے۔

مرنے کے بعد اُٹھائے جانے پر ایمان

حضرت اسرافیل علیہ السلام دوبارہ صُور پھونکیں گے تو تمام انسان زندہ ہو جائیں گے، مگر زمین کی یہ حالت نہیں ہوگی جو اس وقت ہے، نہ پہاڑ ہوں گے نہ دریا نہ سمندر، نہ درخت اور نہ کہکشاں بلکہ یہ دنیا نہایت ہی لمبا اور چوڑا میدان بن جائے گی، جس پر رُوئے زمین کی تمام مخلوق حساب کتاب اور اپنے فیصلے کے لیے جمع ہو جائے گی اور اللہ تعالیٰ کے سامنے ہر انسان کو اپنی نیکی اور بدی کا حساب دینا ہوگا، جس کے اعمال ٹھیک ہوں گے اسے جنّت میں داخل کیا جائے گا اور جس کے اعمال سے اللہ تعالیٰ خوش نہ ہو، اُسے دوزخ میں ڈالا جائے گا۔

جنّت اور دوزخ

جَنّت میں دُودھ اور شہد کی نہریں ہوں گی۔ انسان جس چیز کی خواہش کرے گا وہ اس کے سامنے آجائے گی، حُوریں ملیں گی اور آخر میں سب سے اچھی اور عظیم چیز یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا دیدار ہوگا۔

دوزخ : بُرا ٹھکانا ہے، جس کے اعمال خراب ہیں، جس سے اللہ تعالیٰ خوش نہ ہو، اس کو دوزخ میں ڈال دے گا۔ دوزخ میں دہکتی ہوی آگ ہوگی، سانپ بچھو ہوں گے، کھولتا ہوا پانی پینے کے لیے دیا جائے گا۔ کھانے کو کانٹے دار درخت دیے جائیں گے۔ اللہ اِس عذاب سے سب کو بچائے آمین

تقدیر

دنیا میں جو کچھ اچھا یا بُرا ہوتا ہے، اس کا علم اللہ تعالیٰ کو ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بغیر سوچے سمجھے کوئی چیز پیدا نہیں کی۔ اللہ تعالیٰ کے چیزوں کو پیدا کرنے سے پہلے جاننے اور ہر ایک کا اندازہ مقرر کرنے کو تقدیر کہتے

ہیں۔ مثلاً فلاں کب پیدا ہوگا، فلاں کب مرے گا وغیرہ جس کا علم اللہ تعالیٰ ہی کو ہے۔
کس کی تقدیر میں کیا ہے، کسی کو پہلے سے کچھ بھی معلوم نہیں۔

طہارت کا طریقہ

طہارت کے معنی پاکی حاصل کرنے کے ہیں۔ انسان کو ہمیشہ پاک وصاف رہنا چاہیے، کوئی بھی نجاست لگ جائے تو فوراً دھولیں، غسل کی ضرورت ہو تو غسل بھی کرلینا ضروری ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "پاکی آدھا ایمان ہے"۔ ظاہری، باطنی، جسمانی اور غذا، کپڑے اور کمائی کی بھی پاکی ضروری ہے۔

استنجا کے مسائل (پیشاب پاخانہ)

طہارت کی دو قسمیں ہیں (۱) صغریٰ (چھوٹی) (۲) کبریٰ (بڑی) طہارتِ صغریٰ وضو ہے اور طہارت کبریٰ غسل ہے۔

پاخانہ پیشاب کرتے وقت نہ تو قبلہ کی طرف منہ کریں اور نہ پیٹھ۔ مکان کے اندر ہوں یا باہر۔ میدان میں ہوا کے رُخ پر بھی پیشاب کرنا منع ہے۔ باولی، حوض، پھل دار درخت کے نیچے، جہاں لوگ اُٹھتے بیٹھتے ہوں، مسجد وعیدگاہ کے بازو، قبرستان اور راستے میں، چوہے، چیونٹی وغیرہ کے سوراخ میں، وضو وغسل کرنے کی جگہ، جہاں جانور بیٹھتے ہوں، ان سب جگہوں پر پیشاب، پاخانہ کرنا مکروہ ہے۔ خود نیچی جگہ بیٹھنا اور پیشاب کی دھار اونچی جگہ کرنا جس سے چھینٹے اُڑ کر اوپر آئیں، ممنوع ہے۔ کھڑے ہو کر یا لیٹ کر پیشاب کرنا یا ننگے سر پیشاب کرنا، رفع حاجت کے وقت بات چیت کرنا منع ہے۔ جب تک بیٹھنے کے قریب نہ ہوں ضرورت سے زیادہ کپڑا بدن سے نہ ہٹائیں۔ پھر دونوں پاؤں کشادہ کرکے بائیں پاؤں پر زور دے کر بیٹھیں۔

سلام، چھینک اور اذان کا جواب نہ دیں اور دیر تک نہ بیٹھیں۔ ڈھیلوں اور پتھروں سے پاک کریں۔ بائیں ہاتھ سے ڈھیلا یا پتھر لیں۔ پانی سے استنجا کی صورت میں دہنے ہاتھ سے پانی لیں اور بائیں ہاتھ سے دھولیں۔ مرد اگر معذور ہو تو اس کی بیوی دُھلائے، اگر بیوی معذور ہو تو اس کا شوہر دُھلائے۔ دوسرے رشتہ دار، بیٹا، بیٹی، بھائی بہن وغیرہ نہیں دُھلا سکتے۔

پاخانے میں جاتے وقت یہ دُعا پڑھیں:

بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْٓ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَآئِثِ

بایاں پیر پہلے رکھیں اور نکلتے وقت دایاں پیر باہر نکالیں، پھر یہ دُعا پڑھیں:

غُفْرَانَكَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْٓ اَذْهَبَ عَنِّیَ الْاَذٰی مَا یُؤْذِیْنِیْ وَعَافَانِیْ۔

غُسل کا بیان

غُسل، پانی سے نہانے کو کہتے ہیں۔ غُسل کے فرائض تین ہیں:

۱: اچھی طرح کُلّی کرنا کہ پانی حلق کی جڑ تک پہنچ جائے، کُلّی یا غرغرہ صحیح نہیں ہوا تو غُسل نہیں ہوگا۔ (روزہ کی حالت میں غرغرہ کرتے وقت اور ناک میں پانی لیتے وقت مبالغہ نہ کرے۔)

۲: ناک میں پانی لینا دونوں نتھنوں تک۔

۳: تمام جسم پر پانی کا بہانا، بال برابر حصّہ بھی سُوکھا نہ رہے، ورنہ غُسل نہیں ہوگا۔

غُسل کی ۵ سُنّتیں ہیں:

۱: پہلے دونوں ہاتھ پہونچوں تک دھونا ۲: شرم گاہ کا دھونا
۳: جسم پر جہاں نجاست لگی ہو دُور کرنا ۴: وضو کرنا ۵: تمام بدن پر تین بار پانی بہانا

موجباتِ غُسل :

وہ اُمور جن کی وجہ سے غسل فرض ہوتا ہے، یہ ہیں :

۱ : شہوت سے منی نکلنا ۲ : احتلام ہونا ۳ : وطی کرنا

۴ : حیض کا موقوف ہونا ۵ : نفاس کا موقوف ہونا

وُضُو کا طریقہ

پہلے وضو کی نیّت کرنا : بِسْمِ اللّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰی دِیْنِ الْاِسْلَامِ پڑھ لیں۔ یا

اَلْاِسْلَامُ حَقٌّ وَالْکُفْرُ بَاطِلٌ اَلْاِسْلَامُ نُوْرٌ وَالْکُفْرُ ظُلْمَۃٌ

دونوں ہاتھ پہونچوں تک اچھی طرح دھونا، تین بار اچھی طرح کُلی کرنا۔ تین بار ناک میں پانی پہنچانا۔ تین بار مُنہ دھونا، تین بار پہلے سیدھا ہاتھ کُہنیوں سمیت دھونا، بعد میں بایاں ہاتھ، پھر دونوں ہاتھوں سے سَر کا مَسح کرنا، دونوں پاؤں ٹخنوں سمیت دھونا، پہلے سیدھا پھر بایاں۔

نوٹ : وضو بدمزہ پانی، گدلے یا رنگ بدلے ہوئے گاڑھے پانی سے درست نہیں ہوگا۔ وضو کے لیے پاک صاف پانی استعمال کرنا چاہیے۔ پانی ایسا ہونا چاہیئے کہ اگر ہم چاہیں تو بغیر کراہت پی سکیں۔

وُضُو کے فرائض :

وضو کے چار فرائض ہیں :

۱ : پورے مُنہ کا دھونا ۲ : دونوں ہاتھوں کا کُہنیوں سمیت دھونا

۳ : سَر کا مَسح کرنا ۴ : دونوں پاؤں کا ٹخنوں سمیت دھونا۔

وضو کی سُنّتیں: وضو کی چودہ سُنّتیں ہیں:

۱: نیت کرنا ۲: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھنا ۳: دونوں ہاتھ پہونچوں تک دھونا ۴: کُلّی کے لیے ہر بار نیا پانی لینا ۵: مسواک کرنا ۶: ناک میں پانی لینا ۷: ڈاڑھی میں خلال کرنا ۸: انگلیوں کا خلال کرنا ۹: تمام سَر کا مَسح کرنا ۱۰: دونوں کانوں کا مَسح کرنا ۱۱: دونوں پاؤں کی انگلیوں کے درمیان کا خلال کرنا ۱۲: ہر عضو کو جسے دھویا جاتا ہے تین تین مرتبہ دھونا ۱۳: اعضاے وضو کو پے در پے دھونا ۱۴: ترتیب کے ساتھ وضو کرنا۔

وُضو کب ٹُوٹتا ہے؟

جِسم کے اندر سے کوئی چیز خارج ہونے سے وضو ٹُوٹ جاتا ہے، جیسے پیشاب، پاخانہ اور ہَوا کا نکلنا۔ بَدَن کے کسی مقام سے خون یا پیپ کا نکل کر بَہنا، مُنہ بھر قَے کرنا، چت یا اَوندھا یا کسی چیز کے سہارے اس طرح سونا کہ اگر وہ چیز ہٹا دی جائے تو سونے والا گر جائے۔ بے ہوشی، جنون، نشہ، نماز میں اتنا ہنسنا کہ اس کی آواز خود اسی نے سُنی ہو تو صرف نماز ٹوٹ جائیگی لیکن اگر اتنا زور سے ہنسا کہ پاس والے بھی سُن لیں تو نماز بھی ٹُوٹ جائے گی اور وضو بھی ٹُوٹ جائے گا۔

تیمم

اگر وضو کے لیے پانی ایک میل تک نہ مِلے یا بیمار ہے پانی لگنے سے ضَرر پہنچنے کا اندیشہ ہے، پانی قریب تو ہے مگر کوئی درندہ وہاں موجود ہے جس سے جان کا خوف ہے، حالتِ سفر میں ہے، کھانے پینے کی حد تک ہی پانی ہے، ایسی صورتوں میں تیمم کر سکتے ہیں۔

تیمم کا طریقہ پہلے نیت کریں ــــ "تیمم کرتا ہوں حدث سے پاک ہونے، نماز پڑھنے کے لیے"۔ اس کے بعد پاک مٹی یا ایسی چیز پر جو مٹّی کی قسم سے ہو، دونوں ہاتھ مار کر

ایک دفعہ سارے مُنہ پر ملیں، اور پھر دونوں ہاتھ زمین پر مار کر دونوں کُہنیوں تک اچھی طرح ملیں اِس طرح کہ بال برابر حصّہ بھی چھُوٹنے کا گُمان نہ رہے۔

تیمم کے دو فرائض ہیں: دونوں ہاتھوں سے پورے چہرے کا مَسح کریں، پھر دونوں ہاتھوں کا کُہنیوں تک مَسح۔ جن چیزوں سے وضو ٹُوٹ جاتا ہے انہی سے تیمم بھی ٹُوٹ جاتا ہے۔ پانی کے مِلنے سے یا پھر عُذر کے باقی نہ رہنے سے بھی تیمم ٹُوٹ جاتا ہے۔

آدابِ تلاوت قرآنِ حکیم

نماز سے پہلے اور قرآن مجید کو تلاوت کے لیے چھُونے سے پہلے وضو کرنا ضروری ہے بغیر وضو اور بغیر چھُوئے قرآن مجید کی تلاوت کر سکتے ہیں۔ حالتِ ناپاکی میں تلاوت نہیں کرنا چاہیئے افضل ہے کہ قبلہ کی طرف مُنہ کر کے تلاوت کی جائے۔ اچھے کپڑے پہن کر تلاوت کی جائے۔ ہر سورہ کے شروع میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھنا سُنّت ہے اور کسی سورۃ کو درمیان سے شروع کرتے وقت بسم اللہ کا پڑھنا مستحب ہے۔ تلاوت کے درمیان میں کسی سے بات چیت کرنا پڑے یا کوئی کام کرے تو اعوذ باللہ کا اعادہ کرے۔ اگر سورۂ برأت سے تلاوت شروع کرے تو اعوذ باللہ و بسم اللہ نہ پڑھے اور اگر پہلے سے تلاوت شروع کی ہوئی ہے اور پڑھتے پڑھتے آگے یہ سورۃ شروع ہوتی ہے تو اس کے شروع میں بسم اللہ پڑھنے کی ضرورت نہیں۔

لیٹ کر قرآن مجید پڑھ سکتے ہیں مگر دونوں پیر سمٹے ہوئے ہوں اور یہی لیٹنے کا صحیح طریقہ بھی ہے۔ چلتے پھرتے، کام کاج کرتے ہوئے بھی قرآن مجید پڑھا جاسکتا ہے بشرطیکہ کیا پڑھ رہا ہے، خیال اس سے نہ ہٹے۔ تین دن سے کم میں قرآن مجید کا ختم کرنا خلافِ اَولیٰ ہے۔ مگر اکابرِ اُمّت اِس اَمر سے مُستثنیٰ ہیں۔

سجدۂ تلاوت، کب اور کیسے کیا جائے؟

قرآن حکیم میں کُل چودہ مقام ایسے ہیں جن کو پڑھنے اور سُننے کے بعد سجدۂ تلاوت واجب ہو جاتا ہے وہ یہ ہیں: ۱: سورۂ اعراف کے اخیر میں ۲: سورۂ رعد کے دوسرے رکوع میں ۳: سورۂ النحل کے پانچویں رکوع میں ۴: سورۂ بنی اسرائیل کے بارھویں رکوع میں ۵: سورۂ مریم کے چوتھے رکوع میں، ۶: سورۂ الحج کے دوسرے رکوع میں ۷: سورۂ فرقان کے پانچویں رکوع میں ۸: سورۂ نمل کے دوسرے رکوع میں ۹: سورہ الٓمّٓ تنزیل السجدہ کے دوسرے رکوع میں ۱۰: سورۂ صٓ کے دوسرے رکوع میں ۱۱: سورۂ حٰمٓ سجدہ کے پانچویں رکوع میں ۱۲: سورۂ النجم کے اخیر میں ۱۳: سورۂ اِذَا السَّمَاءُ انْشَقَّتْ میں ۱۴: سورۂ اقرا میں۔
(قرآن حکیم میں پڑھنے کے لیے حاشیہ پر سجدہ لکھا ہوتا ہے۔)

سجدۂ تلاوت کا مسنون طریقہ: جس طرح نماز کا سجدہ کیا جاتا ہے، سجدۂ تلاوت بالکل اسی طرح ہے۔ بعض لوگ قرآن مجید ہی پر سجدہ ادا کرتے ہیں، اِس سے سجدہ ادا نہیں ہوتا۔ سجدۂ تلاوت کے لیے کھڑا ہو کر سجدۂ تلاوت کی نیّت دل میں کرے اور زبان سے یہ کہہ لینا بھی بہتر ہے نَوَيْتُ اَنْ اَسْجُدَ لِلّٰهِ تَعَالٰى عَنْ تِلَاوَةِ الْقُرْاٰنِ اُردو میں کہے تو اس طرح "سجدۂ تلاوت کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کے لیے"۔ پھر ہاتھ اُٹھائے بغیر اللہ اکبر کہتا ہوا سجدہ میں جائے اور کم سے کم تین مرتبہ سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى کہے، پھر اللہ اکبر کہتا ہوا سجدہ سے سر اٹھائے اور کھڑا ہو جائے۔ سجدۂ تلاوت میں تشہد اور سلام پھیرنے کی ضرورت نہیں۔ اگر بیٹھ کر اللہ اکبر کہتا ہوا سجدہ میں چلا جائے اور سجدہ کے بعد اللہ اکبر کہتا ہوا سجدہ سے سر اُٹھائے اور بیٹھ جائے کھڑا نہ ہو تب بھی سجدہ تو ہو جائے گا مگر سجدۂ تلاوت کھڑا ہو کر کرنا افضل ہے۔ زبان سے نیت نہ کرے تو دل سے کرے

اذان کا طریقہ

اذان کے معنیٰ دعوت کے یعنی بلانے کے ہیں اصطلاح شرع میں مخصوص طریقہ اور مقررہ الفاظ کے ذریعہ لوگوں کو خبردار کرنے یعنی فرض نماز کی دعوت دینے کا نام اذان ہے
اذان کی فضیلت: احادیث میں اذان کی بڑی فضیلت آئی ہے، فرماتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کہ انبیاء وشہداء کے بعد اذان دینے والے جنت میں داخل ہوں گے۔ بعض احادیث میں یہ بھی ہے کہ موذن کا مرتبہ شہیدوں کے برابر ہے اور فرمایا کہ جہاں اذان کی آواز جاتی ہے وہاں تک سب چیزیں قیامت کے دن اذان دینے والے کے ایمان کی گواہی دیں گی۔ اگر کوئی شخص سات برس تک محض ثواب کی نیت سے اذان کہے تو اس کے لیے دوزخ سے نجات اور جنت کی خوشخبری ہے، اذان دیتے وقت شیطان پر نہایت خوف اور ہیبت طاری ہوتی ہے جس سے وہ بے حواس ہو کر بھاگتا ہے اور جہاں تک اذان کی آواز جاتی ہے نہیں ٹھہرتا جس مقام پر اذان کہی جائے وہاں پر اللہ کی رحمت نازل ہوتی ہے اور وہ مقام آفات وبلیات سے محفوظ رہتا ہے، اذان کہنے کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ موذن خارجِ مسجد اونچی جگہ پر قبلہ رو کھڑا ہو اور اپنے دونوں کانوں کی سوراخوں میں کلمہ کی انگلیاں رکھ کر بہ آواز بلند کہے پہلے اَللّٰہُ اَکْبَر چار مرتبہ کہے اس طرح کہ ایک آواز میں دو بار کہے پھر دوسری آواز میں دو بار کہے پھر اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہ دو مرتبہ دو آوازیں، اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہ دو مرتبہ دو آوازیں پھر داہنے (سیدھے) طرف منھ کر کے حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃ دو مرتبہ دو آوازیں پھر بائیں طرف منھ کر کے حَیَّ عَلَی الْفَلَاح دو مرتبہ دو آوازیں پھر قبلہ رو ہو کر اَللّٰہُ اَکْبَر دو مرتبہ ایک آواز میں،

لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہ ایک مرتبہ ایک آواز میں کہے ــــــ فجر کی اذاں میں حی علی الفلاح کے بعد قبلہ رو ہو کر اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْم دو مرتبہ دو آوازیں کہہ کر باقی اذاں ختم کرے اذان فرض نماز سے کچھ دیر پہلے اور اقامت فرض نماز سے متصل۔ اذان بلند آواز سے اقامت پست آواز سے، ــــــ نماز کی اقامت میں حَیَّ عَلَی الْفَلَاح کے بعد دو مرتبہ قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃ کہنا چاہیئے! اذان سننے والے کا حکم: اذان سننے والے پر خواہ مرد ہو یا عورت اذان کا جواب دینا واجب ہے، اذان سننے کی حالت میں جواب دینے کے سوا اور کسی کام میں مشغول نہ ہو یہاں تک کہ سلام کا جواب بھی نہ دے اگر قرآن مجید پڑھ رہا ہے تو بھی پڑھنا موقوف کر دئے البتہ پیشاب پاخانہ کی حالت و حیض و نفاس کی حالت میں اذان کا جواب نہ دینا چاہیئے۔

مؤذن کی زبان سے سُنیں وہی لفظ آپ آہستہ کہیے لیکن حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃ، حَیَّ عَلَی الْفَلَاح کے جواب میں لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہ کہے اور اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْم کے جواب میں صَدَقْتَ وَبَرَرْتَ، اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ سُن کر صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ!

اذان پر سامع (سننے والے) اور مؤذن کو درود شریف پڑھ کر یہ دعا پڑھنی چاہیئے اَللّٰھُمَّ رَبَّ ھٰذِہِ الدَّعْوَۃِ التَّآمَّۃِ وَالصَّلٰوۃِ الْقَائِمَۃِ اٰتِ مُحَمَّدَنِ الْوَسِیْلَۃَ وَالْفَضِیْلَۃَ وَابْعَثْہُ مَقَامًا مَّحْمُوْدَا نِ الَّذِیْ وَعَدْتَّہٗ وَارْزُقْنَا شَفَاعَتَہٗ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ اِنَّکَ لَا تُخْلِفُ الْمِیْعَادہ۔

دعا کے لیے ہاتھ اٹھانا مستحب اور ختم دعا پر منھ پر ہاتھ پھیر لینا سنت ہے۔

نماز کے سوا اور جگہ اذان: بچہ پیدا ہونے پر اس کے داہنے کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت کہنا مستحب ہے اگر کوئی شخص رنج میں مبتلا ہو یا مرضِ مرگی

میں مبتلا ہو یا جل گیا ہو تو اس کے کان میں اذان دینا مفید ہوگا۔ مسافر راستہ بھول گیا ہے اور کوئی بتلانے والا نہ ہو یا کسی مقام پر جن وغیرہ ظاہر ہوتے ہیں اور لوگوں کو تکلیف دیتے ہوں تو ان صورتوں میں اذان کہنا فائدہ مند ہے۔

نماز

قرآن مجید میں کئی جگہ نماز کو قائم کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ کا حکم ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، نماز میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔ نماز پڑھیں گے تو ثواب ہوگا نہ پڑھنے سے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی ہوگی جس کی وجہ سے بہت بڑا گناہ ہوگا۔ ہر بالغ عاقل مرد اور عورت پر نماز فرض ہے۔ نماز کی فرضیت کا منکر کافر۔ رات دن میں پانچ مرتبہ نماز پڑھنا فرض ہے۔

پانچ نمازوں کے نام اور اوقاتِ نماز

① فجر ② ظہر ③ عصر ④ مغرب ⑤ عشاء

فجر کا وقت صبح صادق سے شروع ہوتا ہے اور کنارہ آفتاب سورج کے طلوع [نکلنا] ہونے تک رہتا ہے۔

ظہر کا وقت زوال آفتاب کے بعد شروع ہوتا ہے اور ہر چیز کا سایہ سایۂ اصلی کے سوا دو مثل [برابر] ہونے تک رہتا ہے۔ نماز جمعہ کا بھی یہی وقت ہے۔

عصر کا وقت سایہ کے دو مثل [برابر] ہو جانے کے بعد شروع ہوتا اور آفتاب کے غروب ہونے تک رہتا ہے۔

مغرب کا وقت آفتاب غروب ہونے کے بعد شروع ہوتا ہے اور شفقِ ابیض

[وہ سفیدی جو سُرخی بعد شام کو مغرب کے کنارہ پر رہتی ہے۔] غائب ہونے تک رہتا ہے تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ
عشاء کا وقت شفقِ ابیض کے غائب ہونے کے بعد شروع ہوتا ہے اور صبح صادق تک رہتا ہے۔

اَوقاتِ ممنوعہ، یعنی کِن اوقات میں نماز نہیں پڑھنا چاہیئے

آفتاب نکلتے وقت، ٹھیک دوپہر کے وقت، غروبِ آفتاب کے وقت یعنی آفتاب ڈوبتے وقت لیکن اسی دن کی نماز عصر آفتاب ڈوبتے وقت بھی کراہتِ تحریمی کے ساتھ جائز ہے۔ نماز جنازہ بھی ان ہی تین وقتوں کے علاوہ جائز ہے۔

فرض

فرض وہ کام ہے جس کے کرنے کا قطعی حکم دیا گیا ہے جیسے نماز زکوٰۃ وغیرہ بلا عذر شرعی فرض کے اَدا نہ کرنے پر گناہ گار ہوتا ہے اور عذاب کا مستحق، مگر انکار کرنے والا کافر ہو جائے گا۔

واجب

واجب وہ عمل ہے جس کا ثبوت قطعی دلیل سے نہ ہو بلکہ دلیل ظنی سے وہ ثابت ہو، بِلا عذر شرعی اس کے نہ کرنے سے بھی مستحق عذاب ہوگا، مگر انکار کرنے سے کافر نہیں ہوتا۔

سُنّت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ یعنی اِرشاد مُبارک یا آپ کے پسند کئے ہوئے عمل پر عمل پیرا ہونا اتباعِ سنّت ہے۔
نفل۔ فرض، واجب، سُنّت، سے زائد عمل کو نفل کہتے ہیں۔

سُنتِ مؤکدہ

سُنّت مؤکدہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ عمل ہے جس میں تاکید آئی ہے۔
سُنّت مؤکدہ چھوڑنے سے عِتاب (خفگی) کا مُستحق ہوگا نہ کہ عقاب وسزا کا۔

سُنتِ غیر مؤکدہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ عمل ہے جس میں تاکید نہیں، سُنتِ غیر مؤکدہ پر عمل کرنے سے ثواب، عمل نہ کیا جائے تو نہ عِقاب ہے نہ عِتاب۔

پانچوں نمازوں کی رکعتیں

فجر کی چار رکعتیں ہیں، دو سُنّت دو فرض، دو سُنّت فرض نماز سے پہلے پڑھنا ہے یہ دو سُنّت (سنت موکدہ) ہے۔
ظہر کی بارہ رکعت ہیں، اس کو طرح پڑھنا ہے پہلے چار سنت، چار فرض پھر دو سنت اس کے بعد دو نفل فرض سے پہلے چار سنت فرض کے بعد دو سنت پڑھنا ضروری ہے یہ (سُنّتِ مؤکدہ) ہے۔
جمعہ کی چودہ رکعت ہیں، پہلے چار سنت پھر دو رکعت فرض نماز جمعہ با جماعت اس کے بعد چار سنت نماز ظہر کے جو چار فرض تھے جمعہ کے دن سنت بن گئے اس کے بعد دو سنت پھر دو نفل فرض نماز سے پہلے چار سنت فرض نماز کے بعد چار سنت پھر دو سنت پڑھنا ضروری ہے یہ سنت موکدہ ہے۔

عصر کی آٹھ رکعتیں ہیں۔ چار سُنّت، چار فرض۔ چار رکعت سُنّت غیر مؤکدہ ہیں ان کا ثواب عظیم ہے۔

مغرب کی سات رکعتیں ہیں۔ پہلے تین رکعت فرض، پھر دو سُنّتِ مؤکدہ اور دو رکعت نفل۔ (نفل پڑھیں تو ثواب، چھوڑ دیں تو گناہ نہیں۔ سُنّتِ مؤکدہ ضروری ہے۔)

عشار کی سترہ رکعتیں ہیں۔ ترتیب اس طرح ہے: پہلے چار سُنّت، پھر چار فرض پھر دو سُنّت، دو نفل، تین واجب الوتر، پھر دو نفل۔

عشاء میں سُنّتِ مؤکدہ صرف دو ہیں۔ تین وِتر واجب ہیں، جس کے نہ پڑھنے پر گناہگار ہوگا۔

نمازِ عشار چار فرض، دو سُنّتِ مؤکدہ اور تین رکعت واجب وِتر پڑھنے سے، ادا ہوجائے گی۔

نفل نمازوں کے اوقات، تعداد اور طریقے

- نمازِ تحیۃ المسجد: مسجد میں داخل ہونے کے بعد بیٹھنے سے پہلے دو رکعت نمازِ نفل پڑھنا مُستحب ہے۔
- نمازِ تحیۃ الوضو: وضو کے بعد دو رکعت نفل جسم خُشک ہونے سے پہلے پڑھنا مُستحب ہے۔
- نمازِ اِشراق: طلوعِ آفتاب کے بعد دو یا چار رکعت نفل نماز پڑھنا ہے۔
- نمازِ چاشت: اِس نفل نماز کا وقت دھوپ میں کافی گرمی آنے کے بعد سے زوالِ آفتاب سے پہلے تک ہے، کم از کم دو رکعت اور زیادہ سے زیادہ بارہ رکعتیں۔
- نمازِ اوّابین: مغرب کی سُنّت کے بعد چھ رکعتیں دو دو رکعت کرکے پڑھیں۔
- نمازِ تہجّد: تہجّد کی کم سے کم دو رکعتیں، اوسط چار رکعتیں اور زیادہ سے زیادہ بارہ رکعتیں ہیں۔ تہجد کا وقت عشار کی نماز کے بعد شروع ہوتا ہے مگر وِتر سے پہلے۔ بہتر طریقہ یہ ہے کہ عشار کی نماز پڑھ کر سو جائیں۔ آدھی رات کے بعد اُٹھ کر تہجد پڑھ کر وِتر پڑھیں، بشرطیکہ جاگنے کا

اطمینان ہو، ورنہ عشاء کے بعد وتر ساتھ ہی پڑھ لیں ۔ اس نماز کی بڑی فضیلت ہے، تہجد کے بعد جو دعا کی جاتی ہے اس کو اللہ تعالیٰ جلد قبول فرماتا ہے ۔

⊙ نمازِ وتر : واجب ہے ۔ اس کا وقت عشاء کی نماز کے بعد ہے ۔ مغرب کی نماز کی طرح اس کی تین رکعت ہیں ۔ لیکن تیسری رکعت میں بھی سورۂ فاتحہ کے بعد دوسرا سورہ پڑھنا واجب ہے، مزید فرق یہ ہے کہ تیسری رکعت میں، سورۂ فاتحہ اور ضم سورہ کے بعد دونوں ہاتھ تکبیر کے ساتھ کانوں تک اسی طرح اٹھائے جائیں گے جس طرح پہلی رکعت میں تکبیر تحریمہ کے وقت اُٹھاتے ہیں ۔ ہاتھ اُٹھا کر باندھ لیتے ہیں اور پھر دُعائے قنوت پڑھ کر، اَللّٰہُ اَکْبَر کہہ کر رکوع میں جائیں گے ۔

دُعائے قنوت

اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْتَعِیْنُکَ وَ نَسْتَغْفِرُکَ وَ نُؤْمِنُ بِکَ وَ نَتَوَکَّلُ عَلَیْکَ وَ نُثْنِیْ عَلَیْکَ الْخَیْرَ کُلَّہٗ وَ نَشْکُرُکَ وَلَا نَکْفُرُکَ وَ نَخْلَعُ وَ نَتْرُکُ مَنْ یَّفْجُرُکَ اَللّٰھُمَّ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَلَکَ نُصَلِّیْ وَنَسْجُدُ وَ اِلَیْکَ نَسْعٰی وَ نَحْفِدُ وَ نَرْجُوْ رَحْمَتَکَ وَنَخْشٰی عَذَابَکَ اِنَّ عَذَابَکَ الْجِدَّ بِالْکُفَّارِ مُلْحِقٌ ؕ

اگر دعائے قنوت یاد نہ ہو تو رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّ فِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّ قِنَا عَذَابَ النَّارِ ۔ یا اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ تین مرتبہ پڑھ لیں، پھر رکوع کریں ۔ (مگر دعائے قنوت یاد کرلینا ضروری ہے)

نمازِ تراویح

تراویح کی بیس رکعت ہیں

دو دو رکعتوں سے پڑھنا چاہیے۔ ہر چار رکعت کے بعد اتنی دیر بیٹھنا مُستحب ہے جس میں چار رکعت پڑھی جا سکیں، یا اُس وقت قرآن پڑھیں یا تسبیح پڑھیں۔ یہ نماز رمضان کا چاند دیکھ کر شروع ہوتی ہے اور شوال کا چاند دیکھ کر چھوڑ دی جاتی ہے۔ یہ نماز سُنّتِ مؤکدہ ہے۔ اس کی جماعت سُنّتِ کفایہ ہے، اس کو عشاء کے فرض سے پہلے نہیں پڑھنا چاہیے۔ تراویح کی تسبیح شروع کرنے کا طریقہ عشاء کی سنتوں کے بعد سب مل کر آہستہ ایک آواز میں یہ پڑھیں:

اَلصَّلٰوۃُ، سُنَّۃُ التَّرَاوِیْحِ، یَرْحَمُکُمُ اللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ، وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ۔

ہر دو رکعت کے بعد کی تسبیح:

فَضْلٌ مِّنَ اللّٰہِ وَنِعْمَۃٌ، وَمَغْفِرَۃٌ وَّرَحْمَۃٌ، وَلَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ سب مل کر اوسط آواز سے ایک ساتھ پڑھیں۔

ہر چار رکعت کے بعد کی تسبیح:

سُبْحَانَ ذِی الْمُلْکِ وَالْمَلَکُوْتِ، سُبْحَانَ ذِی الْعِزَّۃِ وَالْعَظَمَۃِ وَالْھَیْبَۃِ وَالْقُدْرَۃِ وَالْکِبْرِیَآءِ، ذِی الْجَلَالِ وَالْجَمَالِ وَالْکَمَالِ وَالْجَبَرُوْتِ، سُبْحَانَ الْمَلِکِ الْمَعْبُوْدِ، سُبْحَانَ الْمَلِکِ الْمَقْصُوْدِ سُبْحَانَ الْمَلِکِ الْمَوْجُوْدِ، سُبْحَانَ الْمَلِکِ الْحَیِّ الَّذِیْ لَا یَنَامُ وَلَا یَمُوْتُ وَلَا یَفُوْتُ اَبَدًا اَبَدًا، سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ رَبُّنَا وَرَبُّ الْمَلٰٓئِکَۃِ

وَالتَّرْوِیْحُ اس کے بعد امام صاحب دُعا کرنے کے بعد رکعتوں کی گنتی کے لیے پہلے ترویحہ میں یہ پڑھیں۔

اَلْبَدْرُ حَضْرَتْ مُحَمَّدْ مُصْطَفٰی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ وَلَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرْ اَللّٰہُ اَکْبَرْ وَلِلّٰہِ الْحَمْد

دوسرے ترویحہ میں خَلِیْفَۃُ رَسُوْلِ اللّٰہِ اَمِیْرُالْمُؤْمِنِیْنْ، سَیِّدُنَا اَبُوْبَکْرِ نِ الصِّدِّیْقْ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ وَلَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرْ اَللّٰہُ اَکْبَرْ وَلِلّٰہِ الْحَمْد

تیسرے ترویحہ میں سیدنا عمر بن الخطّاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ چوتھے میں سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ پانچویں ترویحہ میں سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۔

قرآن مجید، احادیث شریف اور اجماع امت سے ثابت ہے اس کی فرضیت کا منکر کافر، بے عذر ترک کرنے والا فاسق ہے، نماز جمعہ واجب ہونیکی چھ شرطیں ہیں [۱] مقیم ہونا [۲] تندرست ہونا [۳] آزاد ہونا [۴] مرد ہونا [۵] چلنے پر قادر ہونا [۶] بینا ہونا۔

خطبہ کے آداب: خطبہ نماز جمعہ کی شرط ہے۔

خطبہ کا کم سے کم تین عاقل و بالغ آدمیوں کے سامنے پڑھنا جو شروع سے آخر تک موجود رہیں، اس سے کم ہوں تو شرط ادا نہ ہوگی۔ خطبہ میں یہ امور فرض ہیں، زوال آفتاب کے بعد نماز سے پہلے اللہ تعالیٰ کا ذکر جو کم از کم سبحان اللہ یا الحمد للہ یا اللہ اکبر ہو، بلا عذر اسی پر اکتفا کرنا خلاف سنت اور مکروہ تحریمی ہے، خطبہ عربی میں پڑھنا سنت مؤکدہ ہے۔ جمعہ کے دن بجائے چار رکعت ظہر کے دو رکعت نماز جمعہ فرض ہے۔ فرضِ جمعہ سے پہلے چار رکعت سنت مؤکدہ پھر فرض کے بعد چار رکعت سنت مؤکدہ اسکے بعد دو رکعت سنت مؤکدہ ہے نماز جمعہ پڑھنے کا طریقہ جب ظہر کا وقت شروع ہوجائے تو اذان کہی جائے۔ اذان کے بعد سُنّتِ مؤکدہ قبل جمعہ پڑھ لیں۔ لوگ بقدر جماعت آجائیں تو امام منبر پر چڑھ کر لوگوں کی طرف مُنہ کر کے بیٹھ جاتے۔ مؤذن امام کے سامنے کھڑے ہوکر دوسری اذان کہے، پھر امام کھڑے ہوکر خطبہ شروع کرے۔ خطبۂ اوّل ختم ہو تو امام منبر پر اتنی دیر بیٹھ جائے کہ تین چھوٹی آیتیں پڑھی جاسکیں، پھر کھڑے ہوکر خطبۂ ثانیہ پڑھ کر منبر سے اُتر جائے اور نماز کے لیے محراب میں کھڑا ہوجائے، مؤذن فوری اقامت کہے اور حاضرین صفیں درست کرلیں، امام تکبیر کے ساتھ قرأتِ جہری سے نماز ختم کرے اور مختصر دعا کرے۔ پھر سنّت نماز کی تکمیل ہوگی۔ جمعہ زوالِ آفتاب کے بعد شروع ہوتا ہے۔ جمعہ کے خطبۂ اولیٰ و ثانیہ میں کچھ اور پڑھنا منع ہے مسجد میں مانگنا حرام ہے۔ ایسے سائل کو جو مصلیوں کی گردنیں پھلانگتا ہو دینا مکروہِ تحریمی ہے۔

خطبۂ جمعہ اُولیٰ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَ لِلّٰهِ الْحَمْدُ وَ الْجُوْدُ وَالْاِحْسَان ۝ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْكَ لَهٗ وَلَا نَظِیْرَ لَهٗ وَلَا ثَانٍ ۝ وَاَشْهَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَنَبِیِّنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ سَیِّدُ الْاَكْوَان ۝ اَمَّا بَعْدُ۔ اُوْصِیْكُمْ عِبَادَ اللّٰهِ وَنَفْسِیَ اَوَّلًا بِتَقْوَی اللّٰهِ فِی السِّرِّ وَ الْاِعْلَانِ ۝ اَیُّهَا الْحُضَّارُ الْكِرَام! قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰی فِی الْقُرْاٰنِ الْمَجِیْد ۝ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ۝ قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ هُمْ فِیْ صَلَاتِهِمْ خَاشِعُوْنَ ۝ وَالَّذِیْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ ۝ وَالَّذِیْنَ هُمْ لِلزَّكٰوةِ فَاعِلُوْن ۝ وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوةَ وَلَا تَكُوْنُوْا مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ ۝ وَعَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بُنِیَ الْاِسْلَامُ عَلٰی خَمْسٍ شَهَادَةِ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُه ۝ وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ وَ اِیْتَآءِ الزَّكٰوةِ وَصَوْمِ رَمَضَانَ وَحَجِّ الْبَیْت ۝ وَقَالَ اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّات ۝ قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَیَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ۝ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْم ۝ بَارَكَ اللّٰهُ لَنَا وَلَكُمْ فِی الْقُرْاٰنِ الْعَظِیْمِ ۝ وَنَفَعَنَا وَ اِیَّاكُمْ بِالْاٰیَاتِ وَ الذِّكْرِ الْحَكِیْمِ ۝ اِنَّهٗ تَعَالٰی جَوَادٌ كَرِیْمٌ مَّلِكٌ بَرٌّ رَّؤُفٌ رَّحِیْمٌ ؕ

خُطبۂ ثانی

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ حَمْدًا کَثِیْرًا کَمَا اَمَرَ وَ اَشْہَدُ اَنْ لَّآ اِلٰـــہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ اِرْغَامًا لِّمَنْ جَحَدَ بِہٖ وَکَفَرَ وَ اَشْہَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَ نَبِیَّنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ سَیِّدُ الْخَلَآئِقِ وَالْبَشَرِ۔ اَللّٰہُمَّ صَلِّ وَ سَلِّمْ وَ بَارِکْ عَلٰی سَیِّدِنَا وَنَبِیِّنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِہٖ وَ اَصْحَابِہٖ مَصَابِیْحِ الْغُرَرِ. عِبَادَ اللّٰہِ اتَّقُوا اللّٰہَ تَعَالٰی مِنْ سَمَاعِ اللَّغْوِ وَ فُضُوْلِ الْخَبَرِ وَانْتَہُوْا عَمَّا نَہَاکُمْ عَنْہُ وَ زَجَرَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰہَ اَمَرَکُمْ بِاَمْرٍ بَدَءَ فِیْہِ بِنَفْسِہٖ. وَ ثَنّٰی بِمَلَآئِکَتِہِ الْمُسَبِّحَۃِ لِقُدْسِہٖ. وَ ثَلَّثَ بِکُمْ اَیُّہَا الْمُؤْمِنُوْنَ مِنْ بَرِیَّۃِ جِنِّہٖ وَ اِنْسِہٖ ۰ فَقَالَ تَعَالٰی مُخْبِرًا وَّ اٰمِرًا اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ ط یٰٓاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَ سَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا ۰ اَللّٰہُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلٰی سَیِّدِنَا وَ نَبِیِّنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ اِمَامِ الْحَرَمَیْنِ وَصَاحِبِ الْہِجْرَتَیْنِ وَعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ ط فَیٰٓاَیُّہَا الرَّاجُوْنَ مِنْہُ شَفَاعَۃً صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا ط اَللّٰہُمَّ صَلِّ وَ سَلِّمْ وَبَارِکْ عَلٰی سَیِّدِنَا وَ نَبِیِّنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ. فَیٰٓاَیُّہَا الْمُشْتَاقُوْنَ اِلٰی رُؤْیَا جَمَالِہٖ صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا ط خُصُوْصًا مِّنْہُمْ عَلٰی ذِی الْاَصْلِ الْعَرِیْقِ، اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ سَیِّدِنَا اَبِیْ بَکْرِنِ الصِّدِّیْقِ. رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ. وَعَلَی الزَّاہِدِ الْاَوَّابِ النَّاطِقِ بِالْحَقِّ

وَالصَّوابِ۔ اَمِیْرِالْمُؤْمِنِیْنَ سَیِّدِنَا اَبِیْ حَفْصٍ عُمَرَبْنِ الْخَطَّابِ۔ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ۔ وَعَلٰی جَامِعِ الْقُرْاٰنِ اَمِیْرِالْمُؤْمِنِیْنَ سَیِّدِنَا عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ۔ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ۔ وَعَلٰی اَسَدِ اللّٰہِ الْغَالِبِ۔ اَمِیْرِالْمُؤْمِنِیْنَ سَیِّدِنَا عَلِیِّ ابْنِ اَبِیْ طَالِبٍ۔ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ وَ عَلٰی وَلَدَیْہِ السَّیِّدَیْنِ اَبِیْ مُحَمَّدِنِ الْحَسَنِ وَ اَبِیْ عَبْدِ اللّٰہِ الْحُسَیْنِ۔ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا۔ وَعَلٰی اُمِّہِمَا فَاطِمَۃَ الزَّہْرَآءِ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا وَعَلٰی عَمَّیْہِ الْمُعَظَّمَیْنِ عِنْدَ اللّٰہِ وَالنَّاسِ الْمُطَہَّرَیْنِ مِنَ الدَّنَسِ وَالْاَرْجَاسِ۔ اَبِیْ عُمَارَۃَ الْحَمْزَۃِ وَ اَبِی الْفَضْلِ الْعَبَّاسِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا۔ وَعَلٰی تَمَامِ الْعَشَرَۃِ الْمُبَشَّرَۃِ صَلٰوۃً وَ سَلَامًا دَائِمَیْنِ مُتَلَازِمَیْنِ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ۔ اَللّٰہُمَّ اَعِزَّ جَمِیْعَ اُمَرَاءِ الْمُسْلِمِیْنَ۔ وَ اَعْلِ وَ انْصُرْ کَلِمَۃَ الْحَقِّ وَالْاِیْمَانِ ۰ بِجَاہِ النَّبِیِّ الْکَرِیْمِ اٰمِیْنَ یَا رَبَّ الْعٰلَمِیْنَ۔ وَاجْعَلِ اللّٰہُمَّ اٰمِنَۃً مُّطْمَئِنَّۃً بَلْدَتَنَا ھٰذِہٖ وَ سَآئِرَ بُلْدَانِ الْمُسْلِمِیْنَ۔ وَاکْتُبِ اللّٰہُمَّ السِّتْرَ وَالسَّلَامَۃَ وَالْعَافِیَۃَ عَلَیْنَا وَعَلٰی عَبِیْدِکَ الْحُجَّاجِ وَالْغُزَاۃِ وَالْمُسَافِرِیْنَ فِیْ بَرِّکَ وَبَحْرِکَ ——— مِنْ اُمَّۃِ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَجْمَعِیْنَ ۰ رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّاغْفِرْ لِلْمُؤْمِنِیْنَ وَ الْمُؤْمِنَاتِ۔ اَلْاَحْیَآءِ مِنْہُمْ وَالْاَمْوَاتِ۔ بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ۰ اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِیْتَآءِ ذِی الْقُرْبٰی وَیَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ وَالْبَغْیِ یَعِظُکُمْ لَعَلَّکُمْ تَذَکَّرُوْنَ ۰ وَاذْکُرُوا اللّٰہَ

یَذْکُرْکُمْ وَادْعُوْہُ یَسْتَجِبْ لَکُمْ وَلَذِکْرُاللّٰہِ تَعَالٰی، اَعلٰی وَاَوْلٰی وَاَعَزُّ وَاَجَلُّ وَاَھَمُّ وَاَتَمُّ وَاَکْبَرْ۔

عیدین (عید الفطر، عید الاضحیٰ) کی نماز دو۲ رکعت واجب، زائد چھ تکبیرات کے ساتھ پڑھی جاتی ہے۔ عید کی نماز کی ترکیب یہ ہے کہ امام اور مقتدی بغیر اذان واقامت کے دو۲ رکعت نماز واجب ادا کریں۔ نیّت اس طرح کرنا ہوگا: "دو۲ رکعت نماز واجب عید الفطر یا عید الاضحیٰ کی پڑھتا ہوں اللہ کے واسطے، چھ زائد تکبیرات کے ساتھ، قبلہ رُخ ہوکر امام کی متابعت میں" — تکبیر تحریمہ اللہ اکبر کے ساتھ رکعت باندھ لے اور ثنا پڑھے، پھر تین بار تکبیر یعنی اللہ اکبر کہتے ہوئے ہاتھ کانوں تک اُٹھائے اور چھوڑ دے، چوتھی مرتبہ اللہ اکبر کے بعد ہاتھ باندھ لے پھر تعوذ، تسمیہ، سورۂ فاتحہ، ضمِ سورہ، رکوع سجود کرے، دوسری رکعت میں قرأت کے بعد رکوع میں جانے سے پہلے باقی تین تکبیرات ادا کرے اور ہر تکبیر پر ہاتھ چھوڑتا جائے، چوتھی تکبیر پر رکوع کرتے ہوئے نماز مکمل کرے۔ نماز کے بعد امام خطبہ پڑھیں گے۔ خطبہ سُننا ہر ایک کے لیے ضروری ہے۔

- نماز سے پہلے صدقۂ فطر ادا کر دینا مسنون ہے۔
- عید الاضحیٰ کی نماز کے بعد قربانی ادا کی جائے گی۔
- ہر دو عیدین کے موقع پر رشتہ دار، عزیز واقارب، دوست احباب، اڑوس پڑوس، غربا و مساکین، یتیموں، بیواؤں، معذوروں اور بیماروں کو اپنی خوشیوں میں شریک کرنا، خدا ورسول کی خوشنودی حاصل کرنا ہے اور یہ حکم ہے۔ اور اس کا اجر اللہ تعالیٰ ضرور دیں گے، دین میں بھی دُنیا میں بھی!۔

کے متفرق مسائل

عید، خوشی کو کہتے ہیں۔ عید الفطر، یکم شوال کو ماہِ رمضان کے ختم پر ہوتی ہے۔ چونکہ پوری دُنیا کے مسلمان، ماہِ رمضان المبارک کا چاند دیکھ رمضان کے روزے رکھتے ہیں، ۲۹ یا ۳۰ روزے جو فرض ہیں اور دینِ اسلام کا تیسرا رُکن ہیں، اِس پورے مہینے میں نمازوں کی پابندی کے ساتھ، اپنے پورے جسم اور رُوح کو اللہ کی خوشنودی کی خاطر ہر قسم کی بُرائیوں سے بچاتے ہیں، اپنے نفس اور خواہشوں کے خلاف صبر و تحمّل سے کام لیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ایسے شاکر و صابر بندوں کے لیے یکم شوال کو عید کا دِن، خوشیوں کا دن، انعام فرمایا۔ ایسے تمام روزہ داروں کو جو ماہِ رمضان کے روزے رکھتے ہیں، دین و دُنیا میں اپنی نعمتوں سے سرفراز کرنے کا وعدہ فرمایا۔ چنانچہ عیدین کے موقع پر مسلمان دو رکعت نماز واجب اَدا کر کے اللہ تعالیٰ کا شُکر اَدا کرتے ہیں۔

نمازِ عیدین کے لیے اذان و اقامت نہیں ہے۔ بلا وجہ عیدین کی نماز چھوڑنا گمراہی اور بدعت ہے۔ چھوٹے گاؤں میں جہاں نمازِ جمعہ پڑھنا صحیح نہیں ہے، نمازِ عیدین پڑھنا مکروہِ تحریمی ہے۔ یعنی یہ نمازیں نفل ہوں گی اور نفل نماز باجماعت پڑھنا مکروہِ تحریمی ہے۔ اگر جمعہ کے روز عید واقع ہو تو جمعہ اور عید کی نماز، دونوں پڑھنا چاہیئے۔

عیدین کے روز جلدی جاگنا، بال، ناخن وغیرہ نہ بنائے ہوں تو بنالینا، اچھے کپڑے پہننا، خوشبو لگانا سُنّت ہے۔ قربانی کرنے والے قربانی کرنے کے بعد بال، ناخن وغیرہ ترشوائیں۔

ایامِ تشریق، اُن دِنوں کو کہتے ہیں جو نویں ذُوالحجہ کی فجر سے ۱۳ ذُوالحجہ کی عصر تک ہوتے ہیں اور

اِن ایام میں تکبیرِ تشریق پڑھی جاتی ہے۔ تکبیرِ تشریق ــــ ہر فرض نماز کے بعد پڑھی جاتی ہے۔ جمعہ کی نماز کے بعد بلند آواز سے پڑھنا چاہیئے۔ ایک بار پڑھنا واجب اور تین بار پڑھنا افضل ہے۔

عیدالفطر کے روز، عیدگاہ جانے سے قبل کوئی میٹھی چیز کھانا، جیسے کھجور اور شیر خُرمہ افضل ہے۔ عیدالفطر کی نماز سے قبل صدقۂ فطر ادا کرنا ضروری ہے۔ پہلے اپنے خاندان کے غریب اور مستحق افراد، پھر عزیز و اقارب اور غریب و نادار پڑوسیوں کو عید کی خوشیوں میں شامل کرنا چاہیئے۔

عیدالاضحیٰ میں نماز سے پہلے کچھ نہ کھانا مُستحب ہے اور اگر کھالیا تو کوئی کراہت نہیں ہے۔ مُستحب یہ ہے کہ پہلے قربانی ادا کی جائے اور سب سے پہلے قربانی کا گوشت ہی کھایا جائے۔

صاحبِ استطاعت افراد کے لیے قربانی کرنا واجب ہے اور اسی طرح جمع شدہ دولت پر زکوٰۃ ادا کرنے کا حکم ہے۔ (زکوٰۃ کے مسائل ــــ آگے صفحات میں درج کیے گئے ہیں)

نماز عیدالفطر کے وقت عیدگاہ جاتے ہوئے آہستہ دبی زبان سے تکبیر کہتے ہوئے جانا چاہیئے اور عیدالاضحیٰ کی نماز کو جاتے وقت بلند آواز سے تکبیر کہنا چاہیئے۔ عیدگاہ پر پہنچنے پر تکبیر بند کر دینا چاہیئے۔ تکبیرِ تشریق یہ ہے:

اَللّٰہُ اَکْبَر، اللّٰہُ اَکْبَر، لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَر۔ وَلِلّٰہِ الْحَمْد

قریب الموت یعنی جب کوئی مسلمان مرنے لگے تو سنت ہے کہ چت لٹا کر اس کا منہ قبلہ کی طرف کر دیں، اگر قبلہ رو کرنے میں تکلیف ہو تو اسی حالت میں چھوڑ دیں اس کے سامنے آواز سے کلمہ پڑھیں تاکہ وہ بھی کہے، یہ نہ کہیں کہ تو بھی پڑھ، اگر وہ پڑھ لے تو اس کے بعد اس کے سامنے دنیا کی باتیں نہ کہیں خاموش رہیں کلمہ پر خاتمہ ہونے کے لیے کافی ہے، قریب الموت کے پاس سورہ یٰسین کا پڑھنا مستحب ہے، روح نکل جائے تو دونوں ہاتھوں کو بازو لا کر باندھیں، اور پاؤں کو انگوٹھوں سے ملا کر باندھ دیں، آنکھوں پر ہاتھ رکھ کر بِسْمِ اللّٰہِ وَعَلٰی مِلَّۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ پڑھتے ہوئے آہستگی سے آنکھ بند کر دیں۔ میت کے نزدیک خوشبو جلائیں، غسل کی حاجت والے میت کے پاس سے ہٹ جائیں، میت کے نزدیک غسل سے پہلے قرآن شریف پڑھنا مکروہ ہے .

غسلِ میت اور کفن پہنانے کا طریقہ

(آدابِ میت اور نمازِ جنازہ)

میت کو غسل دینا فرض کفایہ ہے، مستحب ہے کہ میت کے عزیز و اقارب غسل دیں، اگر نہ جانتے ہوں تو کوئی پرہیزگار آدمی غسل دے۔ غسل کی جگہ غسل دینے والوں کے سوا کوئی نہ رہے غسل کے لیے پانی گرم استعمال کریں۔ پانی میں بیر کے پتے ڈالیں، گرم نہ ہو تو ٹھنڈا بھی استعمال کر سکتے ہیں، جس تختے پر غسل دینا ہے اس کو خوشبودار چیز عود، لوبان وغیرہ سے دھواں دیں۔ طریقہ غسل یہ ہے کہ میت کو تختہ پر لٹا دیں، اس کے پاؤں جنوب یا قبلہ کی طرف ہوں یا جیسی سہولت

ہو' پھر جسم سے تمام کپڑے اتار لیں لیکن ناف سے گھٹنوں تک ایک کپڑا ڈالیں' اور غسل دینے والا اپنے ہاتھوں پر کپڑا لپیٹ کر شرم گاہ دھو دے اور طہارت کرا دے' اگر کہیں بدن پر نجاست ہو تو دھو دے' اس کے بعد وضو کرائیں لیکن وضو میں کُلّی کرانے ناک میں پانی ڈالنے کی ضرورت نہیں بلکہ اس کے بدلے روئی یا کپڑا تر کرکے منہ اور ناک صاف کریں' میت کے منہ ناک کان میں روئی لگا دیں تاکہ غسل کا پانی اندر نہ جائے' سر کے بال' ڈاڑھی میں صابن لگا کر دھو دیں۔ پھر میت کو بائیں کروٹ لٹا کر پانی ڈالیں' تین مرتبہ اتنا پانی ڈالیں کہ تختہ کے نیچے تک پانی بہہ جائے' پھر دائیں کروٹ لٹا کر تین مرتبہ اسی طرح پانی ڈالیں' پھر میت کی کمر کی طرف غسل دینے والا سہارا دے کر کسی قدر بٹھانے کے قریب کر دے اور آہستہ آہستہ اس کا پیٹ اوپر سے نیچے کی طرف مل دے' اگر کچھ رطوبت و نجاست نکلے تو صرف اسی کو صاف کرکے دھو ڈالیں' اس سے وضو و غسل میں کچھ فرق نہیں آتا' اس کے بعد پھر دائیں کروٹ لٹائیں' دھنے بازو سے کافور ملا ہوا پانی تین دفعہ بہا دیں' اور تختہ سے اٹھا کر کفن پر لیجا رکھیں. منہ ناک کان سے روئی نکال دیں عطر ہو تو سر اور ڈاڑھی میں لگائیں' سجدے کے اعضاء پیشانی ناک ہتھیلیاں گھٹنے اور پاؤں پر کافور مَل دیں عورت کو مرد کا یا مرد کو عورت کا غسل دینا جائز نہیں میّت کو غسل دیا ہوا پانی نجس ہے۔ غسل کے بعد کفن پہنائیں۔

کفن: مَرد کے کفن میں تین کپڑے (۱) چادر (۲) تہبند (۳) کفنی
عورت کے کفن میں پانچ کپڑے (۱) چادر (۲) تہبند (۳) کفنی (۴) سینہ بند (۵) اوڑھنی' چادر اتنی لمبی ہو کہ سر سے پیر تک کافی ہو اور اوپر نیچے جا سکے. تہ بند بھی گویا چادر ہی ہے چادر سے کسی قدر چھوٹی' کفنی ایک قسم کا کرتا ہے جو گردن سے پیر تک ہوتا ہے اس میں آستین و کلی نہیں' سینہ بند کی لمبائی سینہ سے لے کر رانوں تک' اوڑھنی تین ہاتھ لمبی اور دو بالشت چوڑی' اگر نہ ملے تو مرد کو دو عورت کو تین بھی کافی ہے' اگر اس قدر نہ بھی ملے

توکم سے کم اتنا کپڑا ضروری ہے جو جسم کو چھپا سکے کفن سفید کپڑے کا سب سے افضل ہے۔

مرد کو کفن پہنانا: اس طرح کہ کسی تخت یا بورے پر بچھا دیں۔ سنی نصف بچھا دیں، باقی تہ کر کے میت کے سر کی طرف رکھیں، میت کو غسل کے تختہ سے لاکر اس پر لٹائیں کفنی پہنائیں میت کا سر کفنی کے گریباں سے نکال کر سر کی طرف رکھی ہوی آدھی کفنی کو میت پر پھیلا دیں، پھر تہہ بند لپیٹیں اس طرح کہ تہہ بند کی تہ بائیں جانب رکھیں پھر دائیں جانب، پھر چادر اس طرح لپیٹیں کہ دایاں جانب بائیں کے اوپر رہے۔

عورت کو کفن پہنانا

اس طرح کہ کفن کی چادر کسی بورے پر بچھا دیں اس پر سینہ بند اور اس پر تہہ بند بچھائیں اور اس پر کفنی بچھا دیں، اس پر عورت کو لٹا دیں اور کفنی پہنائیں سر کے بالوں کو دو حصے کر کے سینہ پر کفنی کے اوپر دائیں بائیں رکھ دیں اور اوڑھنی کھلی ہوی سر اور بالوں پر اڑھا دیں، بالوں کے دونو حصے اوڑھنی کے دونوں کناروں کے نیچے چھپ جائیں، اس کے بعد تہہ بند لپیٹیں پھر سینہ بند کے سینہ کے اوپر سے نکال کر رانوں تک، پھر چادر لپیٹ دیں اس طرح کہ دایاں جانب بائیں کے اوپر رہئے کپڑے کی دھجیوں سے دونوں کنارے اور درمیان کمر سے باندھ دیں تاکہ کفن کھل نہ جائے، جنازے کے اوپر جو چادر اڑھاتے ہیں وہ کفن میں داخل وضروری نہیں، اس کے بعد میت کو نماز پڑھانے لے جائیں۔

نمازِ جنازہ

نماز جنازہ: فرض کفایہ ہے نماز جنازہ کے دو رکن ہیں (۱) چار تکبیریں یعنی چار مرتبہ اللّٰہُ اکبر کہنا (۲) قیام یعنی کھڑے ہوکر نماز پڑھنا، نماز جنازہ میں سُنّتیں تین ہیں:

(۱) حمد وثناء پڑھنا (۲) درود شریف پڑھنا (۳) دُعاء کرنا۔

نماز جنازہ کا مسنون و مستحب طریقہ یہ ہے کہ میت کو آگے رکھ کر امام سینہ کے مقابل کھڑا ہو جائے پھر امام اور تمام مقتدی نماز جنازہ کی نیت کر کے دونوں ہاتھوں کو مثل تکبیر تحریمہ کے کانوں تک اٹھا کر ایک مرتبہ اَللّٰہُ اَکْبَر کہہ کر ہاتھوں کو نماز کی طرح ناف کے نیچے باندھ لیں اور ثنا پڑھیں۔

نیت : نماز جنازہ پڑھتا ہوں تابع امام کے چار تکبیرات کے ساتھ جو میت کے لیے دعا ہے

سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَجَلَّ ثَنَاؤُكَ وَلَآ اِلٰهَ غَيْرُكَ. ——— پھر دوسری دفعہ اَللّٰہُ اَکْبَر کہیں اس دفعہ ہاتھ نہ اٹھائیں اور نہ ہی سر سے اشارہ کریں پھر درود شریف جو نماز میں پڑھتے ہیں پڑھیں۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ○ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ؕ

پھر تیسری دفعہ اللہ اکبر کہیں اور اس بار بھی ہاتھ نہ اٹھائیں اور یہ دعا پڑھیں۔ (دعا بالغ میّت کے لیے)

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِحَيِّنَا وَمَيِّتِنَا، وَشَاهِدِنَا وَغَائِبِنَا وَصَغِيْرِنَا وَكَبِيْرِنَا، وَذَكَرِنَا وَاُنْثَانَا، اَللّٰهُمَّ مَنْ اَحْيَيْتَهٗ مِنَّا فَاَحْيِهٖ عَلَى الْاِسْلَامِ وَمَنْ تَوَفَّيْتَهٗ مِنَّا فَتَوَفَّهٗ عَلَى الْاِيْمَانِ.

نابالغ لڑکے یا مجنوں کے لیے یہ دعا پڑھیں :

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ لَنَا فَرَطًا وَّاجْعَلْهُ لَنَا اَجْرًا وَّ ذُخْرًا وَّاجْعَلْهُ لَنَا شَافِعًا مُّشَفَّعًا ؕ

نابالغ لڑکی یا مجنوں کے لیے یہ دُعا پڑھیں :

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْھَا لَنَا فَرَطًا وَّ اجْعَلْھَا لَنَا اَجْرًا وَّ ذُخْرًا وَّ اجْعَلْھَا لَنَا شَافِعَۃً وَّ مُشَفَّعَۃً ؕ

پھر چوتھی مرتبہ اَللّٰہُ اَکْبَر کہیں اس دفعہ بھی ہاتھ نہ اُٹھائیں اور بغیر کسی دُعا کے دائیں بائیں سلام پھیر دیں جس طرح اور نمازوں میں پھیرتے ہیں۔ اب نماز جنازہ ہو چکی۔ اکثر لوگ ناواقفیت کی وجہ سے نماز جنازہ کو مشکل سمجھے ہوئے ہیں۔

اگر کوئی جاننے والا نہ ہو تو مسلمانوں کو چاہیے کہ جنازے کو سامنے رکھ کر باوضو کھڑے ہو جائیں اور چار دفعہ اَللّٰہُ اَکْبَر کہہ دیں، نمازِ جنازہ ہو جائے گی اور پھر میّت کو دفن کر دیں۔ قبر کی لانبائی میّت کے برابر ہونی چاہیے اور چوڑائی تقریباً تین فٹ، یعنی ہر میّت کی لانبائی کے نصف برابر۔ میّت قبلہ کی طرف سے اُتاریں اِس طرح کہ سَر شمال کی طرف اور پَیر جنوب کی طرف۔ میّت کو اُتارنے والے میّت کو اُٹھا کر بِسْمِ اللّٰہِ وَعَلٰی مِلَّۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ کہتے ہوئے قبر میں رکھ دیں۔ داہنی طرف قبلہ رُخ کریں، پھر کفن کی بندھی ہوئی ڈوریاں کھول دیں۔ عورت ہو کہ مَرد دونوں کا طریقہ یکساں ہے۔ لیکن عورت کو قبر پر پردہ کرنا چاہیے اور عورت کو اس کے محرم باپ، بیٹا، بھائی، اگر نہ ہوں تو نزدیک کے قرابت دار یا پھر کوئی بھی نہ ہوں تو جو موجود ہوں قبر میں اُتارنے کے بعد، جس قدر مٹی قبر سے نکلی تھی اُس سے قبر کو ڈھانک دیں اور سَرہانے دونوں ہاتھوں سے تین مرتبہ مٹی ڈالیں، پہلی مرتبہ کہیں مِنْھَا خَلَقْنٰکُمْ دوسری مرتبہ وَفِیْھَا نُعِیْدُکُمْ تیسری مرتبہ وَمِنْھَا نُخْرِجُکُمْ تَارَۃً اُخْرٰی پڑھیں۔ پھر باقی مٹی پھاوڑے وغیرہ سے بھر دیں اور قبر پر پانی چھڑک دیں۔ دفن کے بعد الٓمّٓ سے مُفْلِحُوْنَ تک سرہانے کھڑے ہو کر پڑھیں اور اٰمَنَ الرَّسُوْلُ سے آخر تک پائیں کھڑے ہو کر پڑھیں اور میت کی رُوح کو اس کا ثواب بخش دیں اور واپس ہو جائیں۔ قبروں کی زیارت کرنا مستحب ہے۔

جب قبرستان پہنچیں تو یہ پڑھیں: اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ دَارَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِیْنَ وَاِنَّا اِنْ شَاءَ اللّٰہُ۔

بِکُمْ لَاحِقُوْنَ نَسْأَلُ اللّٰهَ لَنَا وَلَكُمُ الْعَافِيَةَ ۔ مَرد کی قبر سرہانے سے اور عورت کی قبر پائینتی سے بند کریں۔

نمازِ سفر

سفر پر جاتے وقت دو رکعت نماز نفل پڑھ کر سفر کے لیے نکلیں، واپسی کے بعد بھی دو رکعت اَدا کیجئے۔ مستحب طریقہ یہ ہے کہ سفر کے لیے نکلے تو مسجد میں دو رکعت ادا کرے اور واپسی میں بھی مسجد میں نماز اَدا کرے اور کچھ دیر مسجد میں ٹھیرے۔

مسافر کی نماز

جو شخص اپنے وطن اصلی یا وطن اقامت (قیام کی جگہ) سے تین دن کی مسافت کے سفر کا ارادہ کر کے اپنے شہر کی آبادی سے نکل جائے وہ مسافر کی تعریف میں آتا ہے۔ ۴۸ میل یا تین دن کی مسافت کا فاصلہ اگر ہو تو چار رکعت والی فرض نماز میں قصر کرے، یعنی چار رکعت کی بجائے دو رکعت فرض پڑھ لینا واجب ہے۔ مغرب اور فجر میں قصر نہیں ہے، صرف ظہر، عصر، عشاء میں قصر کرنا ہوگا، قصر نہ کرنے والا گنہگار ہوگا۔ مسافر کو اپنے شہر میں داخل ہونے تک قصر کرنا چاہیئے۔
مسافر جب کسی آبادی میں پندرہ دن یا زیادہ قیام کرنے کی نیت کرلے گا تو وہ مسافر نہیں رہے گا بلکہ اُسے پوری نماز پڑھنا ہوگا۔ اگر امام کے ساتھ نماز پڑھ رہا ہو تو پوری نماز پڑھے اگر امام اور مقتدی دونوں مسافر ہوں تو نمازِ قصر پڑھی جائے گی۔ اگر امام مسافر اور مقتدی مقیم ہے تو امام دو رکعت پڑھ کر سلام پھیر لے اور مقتدی اپنی دو رکعت نماز بغیر امام اور جماعت کے پوری کرے اور قرأت نہ کرے بلکہ خاموش کھڑا رہے۔

نمازِ استخارہ

جب کوئی مہم درپیش ہو یا کوئی ایسا کام جس کے کرنے نہ کرنے میں تردُّد ہو تو وضو کر کے دو رکعت نماز پڑھنا مُستحب ہے۔ پہلی رکعت میں سُورۂ کافرون اور دوسری رکعت میں سورۂ اخلاص یعنی قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَد۔ نماز کے بعد اللہ کی تعریف اور درودِ شریف پڑھ کر دُعائے استخارہ پڑھے، انشاء اللہ حالتِ خواب میں رہبری ہوگی۔ دُعا یہ ہے:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْٓ اَسْتَخِیْرُکَ بِعِلْمِکَ وَاسْتَقْدِرُکَ بِقُدْرَتِکَ وَاَسْئَلُکَ مِنْ فَضْلِکَ الْعَظِیْمِ فَاِنَّکَ تَقْدِرُ وَلَآ اَقْدِرُ وَتَعْلَمُ وَلَآ اَعْلَمُ وَاَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ اَللّٰھُمَّ اِنْ کُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ ھٰذَا خَیْرٌ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَمَعَاشِیْ وَعَاقِبَۃِ اَمْرِیْ فَاقْدِرْہُ لِیْ وَیَسِّرْہُ لِیْ ثُمَّ بَارِکْ لِیْ فِیْہِ وَاِنْ کُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ ھٰذَا شَرٌّ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَمَعَاشِیْ وَعَاقِبَۃِ اَمْرِیْ فَاصْرِفْہُ عَنِّیْ وَاصْرِفْنِیْ عَنْہُ وَاقْدِرْ لِیَ الْخَیْرَ حَیْثُ کَانَ ثُمَّ اَرْضِنِیْ بِہٖ ؁

صلوٰۃ التسبیح

صلوٰۃ التسبیح (یہ نماز نفل ہے) اس کے لیے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو بھی اِس نماز کو پڑھے گا اس کے صغیرہ، کبیرہ، دانستہ و غیر دانستہ، ظاہری اور باطنی گُناہ معاف کر دیے جائیں گے۔ ایسی خیر و برکت والی نماز کو دن میں ایک مرتبہ یا جمعہ میں ایک مرتبہ یا سال میں ایک مرتبہ یا کم از کم عُمر میں ایک مرتبہ پڑھ لیں۔ صلوٰۃ التسبیح کی چار رکعت نماز نفل دو قاعدے ایک سلام کے ساتھ پڑھنی ہیں۔ **صلوٰۃ التسبیح** کا طریقہ یہ ہے کہ پہلی رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورۂ **اَلْھٰکُمُ التَّکَاثُرُ** دوسری رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد سورہ **وَالْعَصْرِ**، تیسری رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد سورہ قُلْ یٰٓاَیُّھَا الْکَافِرُوْن اور چوتھی رکعت میں سورہ قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَد پڑھیں۔ بعض کتابوں میں ان سورتوں کو پڑھنے کی بڑی فضیلت بتائی گئی ہے۔ وگرنہ سورۂ فاتحہ کے بعد ترتیب کا خیال رکھتے ہوئے ہر رکعت میں کوئی ایک ایک سورہ پڑھ لیں۔

ثناء پڑھ کر اعوذو تسمیہ کے بعد پندرہ مرتبہ یہ تسبیح پڑھیں: سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَر۔ اس کے بعد سورۂ فاتحہ پڑھ کر کوئی سورۃ پڑھیں۔ رکوع میں جانے سے پہلے دس مرتبہ، رکوع کی تسبیح کے بعد دس مرتبہ، رکوع کے بعد قیام میں دس مرتبہ، پھر سجدے سے اُٹھ کر دس مرتبہ، جلسے میں دس مرتبہ، پھر دوسرے سجدہ میں دس مرتبہ، اسی طرح چار رکعتیں پوری کریں۔ ہر رکعت میں یہ تسبیح پچھتر مرتبہ پڑھی جائے گی اور پوری چار رکعتوں میں تسبیح کی کُل تعداد تین سو مرتبہ ہوگی۔

نمازِ حاجت

یہ نماز، عشاء کے بعد پڑھیں تو مناسب ہے۔ پہلی رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد آیۃ الکرسی تین بار، دوسری رکعت میں سورۂ قُلْ ھُوَاللّٰہُ اَحَد ایک بار، اگر دو رکعت پڑھیں ــــــ ورنہ چار رکعت پڑھیں تو تیسری رکعت میں سورۂ قُلْ اعوذ بِرَبِّ الفلق، چوتھی رکعت میں سورہ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاس (دو یا چار رکعتیں پڑھ سکتے ہیں) بعد ختم نماز حمد اور یہ دُعا پڑھیں:

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ الْحَلِیْمُ الْکَرِیْمُ۔ سُبْحَانَ اللّٰہِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ ○ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ، اَسْئَلُکَ مُوْجِبَاتِ رَحْمَتِکَ وَعَزَائِمَ مَغْفِرَتِکَ وَالْغَنِیْمَۃَ مِنْ کُلِّ بِرٍّ وَّالسَّلَامَۃَ مِنْ کُلِّ اِثْمٍ، لَا تَدَعْ لِیْ ذَنْبًا اِلَّا غَفَرْتَہٗ وَلَا ھَمًّا اِلَّا فَرَّجْتَہٗ، وَلَا دَیْنًا اِلَّا قَضَیْتَہٗ وَلَا حَاجَۃً مِّنْ حَوَائِجِ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ ھِیَ لَکَ رِضًا اِلَّا قَضَیْتَھَا یَآ اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ۔

نمازِ چاند گہن: چاند گہن کے وقت دو رکعت نماز نفل پڑھیں۔ بغیر جماعت کے گھروں میں بھی یہ نماز پڑھی جا سکتی ہے۔

نمازِ کسوف

سورج گہن کے وقت دو یا چار رکعت یا اس سے بھی زیادہ پڑھ سکتے ہیں، یہ سنت نماز ہے بغیر اذان اقامت و خطبے کے، جماعت کے ساتھ بھی پڑھی جاتی ہے، ممنوعہ اوقات میں نماز کے بجائے دعا کرلیں۔ اس میں سورہ بقرہ کی بقدر قرأت پڑھنی مستحب ہے۔

نمازِ استسقاء

بارش کے لیے دو رکعت اذان و اقامت کے بغیر پڑھیں، بعض ائمہ کے نزدیک جماعت کے ساتھ خطبے کے ساتھ بلند آواز قراءت سے پڑھنا ثابت ہے، اس نماز میں غیر مسلم نہ رہیں، بوڑھے بچے عورتیں مویشی موجود رہیں۔ سب اپنے گناہوں کی توبہ کریں، دعا کرتے وقت ہتیلی زمین پر رکھیں پُشت اوپر کریں، استغفار اور دعائیں کریں انشاءاللہ بارش ضرور ہوگی۔

نمازِ مریض

بعض اوقات مرض میں اپنے آپ کو نماز سے مستثنیٰ سمجھ جاتے ہیں، نماز کسی بیماری کی وجہ معاف نہیں۔ دین میں اللہ تعالیٰ نے آسانی دی ہے کسی کو پیشاب کے قطرے ہمیشہ ٹپکنے کی شکایت ہے تو وہ نماز کے وقت تک وہ نماز پڑھ سکتا ہے، ہر نماز کے وقت وضو کرلے، کسی کے جسم سے خون بہتا ہے تو وہ بھی متذکرہ بالا عمل کرے، بہت ہی بیمار ہے کھڑے رہنے کی طاقت نہیں ہے بیٹھ کر پڑھے بیٹھ کر بھی پڑھ نہ سکے تو لیٹ کر پڑھے، اسکی بھی طاقت نہ ہو تو اشاروں سے پڑھے، وضو کرنے میں عُذر ہے تو تیمم کرلے۔

نمازِ خوف

امام اعظم و امام محمد کے قول کے مطابق نمازِ خوف حضورؐ کے بعد بھی جائز ہے۔ امام ابو یوسف اس کے خلاف ہیں۔ جائز ہونے کی شرط یہ لگائی گئی ہے کہ دشمن کا قریب ہونا یقینی ہو، خواہ دشمن انسان ہو یا درندہ جانور ہو یا اژدہا وغیرہ، دشمن اتنا قریب ہو کہ سب دیکھتے ہوئے بھی جماعت میں مشغول رہیں تو دشمن ایک ساتھ حملہ کر دے گا' یہ نماز دشمن کے قریب ہونے کے گمان پر پڑھ لی جائے، بعد میں یہ گمان غلط نکلا تو امام کی نماز ہو جائے گی، مقتدیوں کو چاہیے کہ اپنی نماز کو دُہرالیں، کیونکہ یہ نماز کے اندر چلے پھرے ہیں۔

نمازِ خوف کا طریقہ

دشمن قریب ہے، بالکل سامنے ہے تو امام کو چاہیے کہ جماعت کے دو حصّے کرے کہ ایک حِصّہ دشمن کے مقابلے میں کھڑا ہو' دوسرا حِصّہ امام کے پیچھے پھر نماز شروع کرے' جب امام ایک حصے کے ساتھ نماز پڑھ چکے اور پہلی رکعت کے دوسرے سجدہ سے سَر اُٹھائے تو یہ حِصّہ دشمن کے مقابلہ کے لیے چلے جائے' دوسرا حِصہ جو دشمن کے مقابلہ میں ہے وہ آئے پھر امام کے ساتھ ایک رکعت پڑھ کر تشہُّد پڑھے' امام سلام پھیرے' لیکن مقتدی سلام نہ پھیریں بلکہ یہ لوگ دشمن کے مقابل چلے جائیں' پھر پہلا حِصّہ آئے اور ایک رکعت بغیر قراءت ادا کرکے تشہُّد کے بعد سلام پھیرے اور دشمن کے مقابل چلا جائے پھر دوسرا حِصّہ آئے اور بقیہ رکعت قراءت کے ساتھ اَدا کرکے تشہُّد کے بعد سلام پھیرے۔ یہ طریقہ دو رکعت والی نماز کا ہے' جیسے فجر' جمعہ' عیدین وغیرہ۔ سفر کی وجہ چار رکعت والی نماز ہو تو امام ہر حِصّہ کو دو دو رکعت پڑھائے۔ مغرب میں پہلے حصہ کو دو رکعت' بعد میں ایک رکعت پڑھائے۔

جماعت کی تعریف

جماعت نام ہے کم سے کم دو آدمیوں کے مل کر نماز پڑھنے کا کہ ایک ان میں امام اور اور دوسرا مقتدی ہو۔ پانچوں وقت نمازوں میں امام کے سوا ایک آدمی کے شریکِ نماز ہونے سے جماعت ہو جاتی ہے۔ اگر مقتدی ایک ہو تو امام کے برابر داہنی جانب کھڑا ہونا چاہیئے۔ ایک سے زاید ہوں تو امام کے پیچھے صف باندھ کر کھڑے ہوں۔ اگر مقتدی ایک ہو اور امام کے بازو کھڑا ہو، پھر دوسرا شخص آجائے تو پہلے مقتدی کو چاہیئے کہ پیچھے ہٹ آئے تاکہ امام کے پیچھے صف قائم ہو جائے۔ اگر از خود پہلا مقتدی نہ ہٹے تو آیا ہوا اس کو رکعت باندھ کر اشارہ کرے، اور اگر نماز میں شامل ہوئے بغیر اشارہ کرے تو فوری یہ نہ ہٹے بلکہ تین تسبیح مقدار ٹھیر کر اپنے اختیار سے پیچھے ہٹے اور جو شخص شریکِ جماعت شروع سے نہ ہو، کچھ رکعتیں پڑھی جانے کے بعد شریک ہوا ہو تو اُسے چاہیئے کہ جب امام سلام پھیر دے تو بغیر سلام پھیرے کھڑے ہو کر چھوٹی ہوی رکعتیں ادا کرے، مثلاً ظہر کی نماز میں امام کے ساتھ چوتھی رکعت میں شریک ہو جائے کہ جب امام رکعت ختم کر کے قعدہ میں پہنچے تو یہ صرف التحیات پڑھ کر بیٹھا رہے اور جب امام سلام پھیرے تو یہ کھڑا ہو جائے اور فوت شدہ تین رکعتیں اس طرح ادا کرے: پہلی رکعت میں ثناء، تعوذ، تسمیہ اور سورۃ فاتحہ و دوسری سورۃ پڑھ کر رکوع و سجود کرے اور قعدہ کرے، اس لیے کہ یہ رکعت اس ملی ہوی رکعت کے حساب سے دوسری ہے لیکن قراءت کے حساب سے پہلی۔ قعدہ کے بعد کھڑا ہو جائے اور دوسری رکعت ادا کرے، اس میں صرف تسمیہ پڑھ کر سورۃ فاتحہ اور دوسری سورۃ پڑھے لیکن اس کے بعد قعدہ نہ کرے، کیونکہ یہ رکعت ملی ہوی رکعت کے حساب سے تیسری ہوی، پھر آخری رکعت کے لیے کھڑا ہو جائے، تسمیہ و سورۃ فاتحہ پڑھ کر رکوع کرے اور بقیہ نماز ختم کر کے سلام پھیر دے۔ تنہا نماز سے جماعت کی نماز میں ستائیس درجے زیادہ ثواب ہے۔ گھر کی

نماز سے محلّے کی مسجد میں پچیس نمازوں کا ثواب زیادہ ہے۔ اسی طرح جامع مسجد میں پانچ سو اور بیت المقدس میں پانچ ہزار، مسجد نبویؐ (مدینہ منورہ) میں پچاس ہزار، اور مسجد حرام (مکّہ معظمہ) میں ایک لاکھ نمازوں کا ثواب ہے۔

جماعت میں ملنے کا طریقہ

کوئی اگر حالتِ رکوع میں جماعت میں شامل ہو اور امام حالتِ رکوع میں ہو تو اس وقت سے مقتدی کی رکعتوں کو گِنا جائے گا۔ اگر امام رکوع سے اُٹھ جائے اس کے بعد مقتدی نماز میں ملے تو رکوع چھوٹ جانے کی وجہ سے اس رکعت کا حساب نہیں ہوگا بلکہ سجوہ کے بعد امام کھڑے ہو جائے تو مقتدی کی رکعتیں وہاں سے شروع ہوں گی۔

چار رکعت والی فرض نماز میں پہلے کی دو رکعتوں میں سورۂ فاتحہ اس کے بعد کوئی سورت پڑھنا ہوگا۔ بعد کی دو رکعتوں میں صرف سورہ فاتحہ پڑھنا ہوگا۔

مغرب کی تین رکعت والی نماز میں پہلے کی دو رکعتوں میں سورہ فاتحہ اور کوئی سورت پڑھنا ہوگا، آخری رکعت میں صرف سورہ فاتحہ پڑھی جائے گی۔

اگر امام چار رکعت والی نماز پڑھا رہا ہو اور مقتدی کو آخری رکعت ملی ہو تو چھٹی ہوئی رکعتیں اس طرح مکمل کرے گا۔ امام کے سیدھے جانب سلام پھیرتے ہی مقتدی کھڑے ہو کر سورۂ فاتحہ پھر کوئی سورت پڑھ کر التحیات کے لیے بیٹھ جائے اور التحیات کے بعد پھر سے کھڑے ہو کر تیسری رکعت میں سورہ فاتحہ اس کے بعد کوئی سورت پڑھ لے، چوتھی رکعت میں صرف سورۂ فاتحہ۔

اگر امام چار رکعت والی نماز پڑھا اور مقتدی کو صرف دو رکعتیں ملیں تو امام کے سیدھے جانب سلام پھیرنے کے بعد مقتدی کھڑے ہو کر تیسری اور چوتھی رکعت مکمل کرے، اس طرح

سے کہ رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد کوئی ایک سورت، چوتھی رکعت میں بھی سورہ فاتحہ کے بعد کوئی ایک سورت پڑھ لے، اگر امام چار رکعت والی نماز پڑھا رہا ہو اور مقتدی کو تین رکعتیں ملی ہوں تو امام کے سیدھے جانب سلام پھیرنے کے بعد مقتدی کھڑے ہوکر سورہ فاتحہ کے بعد کوئی سورت پڑھ لے، اس کے بعد التحیات، درود ابراہیمی و دعائے ماثورہ پڑھ کر سلام پھیر دے، اسطرح کہ چوتھی رکعت مکمل ہو جائے۔

اگر امام مغرب کی نماز پڑھا رہا ہو اور مقتدی کو صرف ایک ہی رکعت آخری ملی ہو تو دونوں رکعتوں کو مقتدی اس طرح مکمل کرے گا کہ امام کے سیدھے جانب سلام پھیرتے ہی مقتدی کھڑے ہو جائے، دوسری رکعت کے لیے قرأت میں سورہ فاتحہ کے بعد کوئی ایک سورت پڑھ لے، پھر التحیات کے لیے بیٹھ جائے، مقتدی کی دوسری رکعت ہو جائے گی، پھر تیسری رکعت میں التحیات کے بعد کھڑے ہو کر قراءت میں سورہ فاتحہ اور کوئی سورت پڑھ لے، اس طرح التحیات، درودِ ابراہیمی، دعائے ماثورہ پڑھ کر سلام پھیر دے تو نماز مکمل ہو جائے گی۔

فجر، مغرب، عشاء کی فرض نمازوں میں پہلے دونوں رکعتوں میں جہر کے ساتھ قراءت پڑھے، بعد کی رکعتوں میں سرّی قراءت۔

ظہر، عصر کی فرض نمازوں میں پہلے کی دو رکعتوں میں سورہ فاتحہ کے بعد کوئی سورت پڑھنا ہوگا، آخری دو رکعتوں میں صرف سورہ فاتحہ۔ ظہر اور عصر میں قراءت سرّی ہوگی۔ چار رکعت والی سُنّت نمازوں کی ہر رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد کوئی سورت پڑھنا ہوگا۔

جماعت ثانیہ

دوسری جماعت مسجد کے سوا تمام مقامات پر ہوسکتی ہے، کوئی پابندی نہیں البتہ محلہ کی مسجد میں جہاں امام مؤذن مقرر ہے جائز نہیں اور یہاں بھی اگر پہلے امام کی جگہ سے ہٹ کر نماز پڑھائی جائے، دوبارہ اذان نہ دی جائے بلکہ صرف اقامت کہی جائے تو جائز ہے۔ راستہ کی مسجد بھی مستثنیٰ ہے۔

نماز فرض ہونے کی شرائط

○ مسلمان ہونا ○ بالغ ہونا ○ عاقل ہونا ○ وقت کا ہونا
○ عورتوں کا حیض و نفاس سے پاک ہونا۔

نماز کے بیرونی فرائض

○ طہارتِ جسم ○ طہارت کپڑا ○ طہارتِ مقام ○ سترِ عورت
○ قبلہ کی طرف منہ کرنا ○ نیت کرنا

نماز کے اندرونی فرائض

○ تکبیر تحریمہ ــ نماز کے شروع میں اللہ اکبر کہنا ○ قیام یعنی کھڑے ہونا ○ قرأت (قرآن پڑھنا) ○ رکوع ○ سجدہ ○ قاعدۂ اخیرہ ○ نماز کو اپنے اختیاری فعل سے ختم کرنا۔

نماز کے واجبات

۱: قراءت فاتحہ ۲: ضمِ سورہ، یعنی فاتحہ کے بعد دوسری سورت پڑھنا ۳: تعینِ قراءت، پہلی دو رکعت میں ترتیب قائم

رکھنا ۴: تعدیلِ ارکان (ایک تسبیح بقدر ٹھہرنا) ۵: قعدۂ اولیٰ (پہلی دو رکعتوں کے بعد بیٹھنا
۶: تشہد یعنی التحیات پڑھنا ۷: قراءتِ جہری (آواز سے) ۸: قراءت سرّی (آہستہ)
۹: لفظِ سلام در آخر نماز ۱۰: قنوتِ وتر ۱۱: تکبیراتِ عیدین۔

نماز کی سنتیں

(۱) دونوں ہاتھوں کا تکبیرِ تحریمہ کے لیے کانوں کی لو تک اُٹھانا (۲) دونوں ہاتھوں کا ناف کے نیچے باندھ لینا (مرد کے لیے، اور عورت کے لیے سینہ پر ہاتھ باندھ لینا مسنون ہے۔)
(۳) ثناء پہلی رکعت میں پڑھنا (۴) تعوّذ پہلی رکعت میں پڑھنا (۵) تسمیہ ہر رکعت میں قبلِ سورۂ فاتحہ پڑھنا (۶) ختم سورہ فاتحہ پر آمین کہنا (۷) ثناء، تعوذ، تسمیہ، آمین کا آہستہ پڑھنا (۸) تکبیراتِ انتقالات، یعنی رکوع، سجود وغیرہ کے لیے اللہ اکبر کہنا (۹) تسبیحِ رکوع تین، پانچ، سات بار پڑھنا (۱۰) رکوع میں دونوں گھٹنوں کو ہاتھوں کی کشادہ انگلیوں سے پکڑنا (۱۱) تسمیع و تحمید کہنا، امام ہو تو صرف تسمیع کہے (۱۲) تسبیحِ سجود (۱۳) جلسہ اور قعود میں بائیں پاؤں پر دو سجدوں کے درمیان اُسے بچھا کر اُس پر بیٹھنا اور داہنا پاؤں کھڑا رکھنا (۱۴) قاعدۂ اخیرہ میں تشہد کے بعد درودِ شریف پڑھنا (۱۵) درود شریف کے بعد دعائے ماثورہ پڑھنا (۱۶) سلام کہنا، بالفاظ السّلامُ علیکم ورحمۃ اللہ (۱۷) سلام کے وقت دائیں بائیں مُنھ پھیرنا۔

سَجدۂ سَہْو

واجباتِ نماز میں، واجب اگر ترک ہوجائے تو سجدۂ سہو کرنے پر نماز مکمل ہوجاتی ہے۔

واجبات نماز ترک ہونے پر نقصان کی تلافی جس طرح سجدۂ سہو سے ہوتی ہے، اسی طرح ارکانِ نماز یعنی فرائض میں تاخیر ہوجانے سے بھی سجدۂ سہو کرنا پڑے گا۔

اگر فرائضِ نماز میں سے کوئی فرض چھوٹ جائے تو نماز نہ ہوگی، یعنی دوبارہ نماز پڑھنا ہوگا

سجدۂ سہو کرنے کا طریقہ: دو رکعت والی نماز میں قاعدہ میں تشہد پڑھنے کے بعد سیدھی جانب سلام پھیریں، اس کے فوری بعد دو سجدے کرلیں، پھر شروع سے تشہد، درودِ ابراہیمی و دعائے ماثورہ پڑھ کر سلام پھیریں۔ چار رکعت والی نماز یا تین رکعت والی نماز میں آخری قاعدہ میں سلام پھیریں اور سجدۂ سہو کرلیں۔ پھر سے تشہد درود ابراہیمی، دعائے ماثورہ پڑھ کر سلام پھیریں، اس طرح نماز پوری ہوجاتی ہے۔

نماز کا طریقہ

مرد و عورت سب کے لیے پانچ وقت کی نمازوں میں کُل سترہ رکعتیں فرض ہیں۔ فجر میں دو، ظہر میں چار، عصر میں چار، مغرب میں تین، عشاء میں چار، جمعہ کے دن بجائے چار رکعت ظہر کے دو رکعت جمعہ کی نماز پڑھے۔ ہر نماز کے پڑھنے کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ باوضو قبلہ رُو دونوں ہاتھ لٹکائے ہوئے دونوں پاؤں کے درمیان چار اُنگل کا فاصلہ چھوڑ کر کھڑا ہو۔ پھر یہ پڑھے: اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ ؕ

پھر دل سے نیت کرے، زبان سے بھی نیت کے الفاظ (عربی ہوں خواہ اُردو میں) کہنا بہتر ہے۔ دو رکعت فجر کے لیے نیت اس طرح کرے: نَوَیْتُ اَنْ اُصَلِّیَ رَكْعَتَیِ الْفَجْرِ فَرْضَ الْوَقْتِ خَالِصًا لِّلّٰهِ تَعَالٰی مُتَوَجِّهًا اِلٰی جِهَةِ الْكَعْبَةِ الشَّرِیْفَةِ۔ [دو رکعت نماز پڑھتا ہوں آج کے فجر کی خلوص کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے واسطے مُنہ طرف کعبہ شریفہ کے۔] اس طرح ہر دو رکعت کی نیّت کرکے سُنّت ہو تو سُنّت، فرض ہو تو فرض کہے۔ اور تین رکعت کے لیے نَوَیْتُ اَنْ اُصَلِّیَ ثَلَاثَ رَكَعَاتِ الْمَغْرِبِ فَرْضَ الْوَقْتِ خَالِصًا لِّلّٰهِ تَعَالٰی مُتَوَجِّهًا اِلٰی جِهَةِ الْكَعْبَةِ الشَّرِیْفَةِ۔

نیّت کرکے دونوں ہاتھ کانوں تک مَرد اس طرح اُٹھائے کہ دونوں انگوٹھے کانوں کی لولکیوں کو چُھولیں یا لولکیوں کی سطح تک اُٹھ جائیں، ہتھیلیاں قبلہ رُخ ہوں، اُنگلیاں نہ بہت زیادہ کھُلی

ہوئی ہوں اور نہ بہت زیادہ ملی ہوئی ہوں، پھر نیت کے ساتھ ہی تکبیر تحریمہ اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہتے ہوئے دونوں ہاتھ ناف کے نیچے باندھ لے، اس طرح کہ سیدھی ہتھیلی بائیں ہتھیلی کی پشت پر ہو اور داہنے انگوٹھے اور چھوٹی انگلی کا حلقہ کر کے بائیں پہونچے کو پکڑے اور باقی تین انگلیاں بائیں کلائی پر رکھ چھوڑے، پھر آہستہ ثناء پڑھے: سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَلَا اِلٰهَ غَيْرُكَ۔ پھر تعوّذ پڑھے یعنی: اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ پھر تسمیہ یعنی: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ پھر سورۂ فاتحہ پڑھے: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ سے وَلَا الضَّآلِّيْنَ تک پڑھے، اس کے بعد آہستہ سے آمین کہے۔ پھر ضمِّ سورہ کرے کہ بسم اللہ پڑھ کر کوئی سورہ ملائے یا بغیر بسم اللہ کے ایک بڑی آیت پڑھے یا تین آیتیں چھوٹی جو یاد ہوں پڑھے، پھر اللہ اکبر کہتے ہوئے رکوع کرے اس طرح کہ اللہ کے الف سے رکوع شروع کرے اور اکبر کی ر پر رکوع ختم ہوجائے۔ رکوع میں دونوں گھٹنوں کو دونوں ہاتھوں کی انگلیاں کھول کر مضبوط پکڑلے۔ ہاتھ سیدھے اور سر پیٹھ و سُرین برابر اور ہموار رہیں، پاؤں بھی سیدھے تانت کی طرح رہیں، نظر پاؤں پر رہے، پھر تین مرتبہ یا پانچ مرتبہ یا زیادہ مگر طاق عدد میں سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ وَبِحَمْدِهٖ پڑھے، پھر سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ کہتے ہوئے سیدھا کھڑے ہوجائے، اور اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ کہے۔ اس حالت میں ہاتھ نہ باندھے بلکہ سیدھا اتنی دیر کھڑا رہے کہ ایک تسبیح پڑھ سکے۔ پھر اللہ اکبر کہتے ہوئے سجدے میں جائے۔ سجدے میں جاتے وقت پہلے گھٹنے زمین پر رکھے پھر ہاتھوں کے دونوں پنجے اور اس کے بعد ناک و پیشانی، سجدہ میں ناک اور پیشانی دونوں ہتھیلیوں کے درمیان اس طرح رکھے کہ انگوٹھے کانوں کی لولکی کے مقابل آجائیں۔ سجدے میں پاؤں کی تمام انگلیاں زمین پر لگی ہوئی ہوں یا کم ازکم ایک انگلی ضرور زمین سے لگی رہے، ورنہ سجدہ نہیں ہوگا۔ بازو بغل سے، پیٹ رانوں سے، ران

پنڈلی سے، کہنیاں زمین سے علٰحدہ رہیں اور ہاتھ کی انگلیاں ملی ہوئی ہوں اور یہ تمام قبلہ رُو ہوں، نظر ناک پر رہے۔ پھر تین یا پانچ یا زیادہ مگر طاق عدد میں سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی وَبِحَمْدِہٖ پڑھے۔ پھر اللہ اکبر کہتے ہوئے سجدے سے اُٹھے، اُٹھتے وقت پہلے پیشانی، پھر ناک، پھر ہاتھ اٹھائے اور بایاں پیر بچھا کر اُس پر بیٹھے۔ سیدھا پیر انگلیوں کے بل پر کھڑا رکھے۔ دونوں زانو سیدھے زمین پر ٹکے رہیں اور دونوں ہاتھ کی انگلیاں گھٹنوں سے ذرا اوپر قبلہ رُخ رہیں اور دونوں پاؤں کی انگلیاں بھی قبلہ کی طرف رہنے چاہئیں اور نظر گود میں، کم از کم ایک تسبیح کی مقدار سیدھا بیٹھے، پھر اللہ اکبر کہتے ہوئے دوسرا سجدہ کرے۔ دوسرے سجدے کے وقت بھی پہلے سجدے کی طرح عمل کریں۔ پھر دوسری رکعت کے لیے تکبیر کہتے ہوئے اُٹھے، اُٹھتے ہوئے پہلے پیشانی، پھر ناک، پھر دونوں ہاتھ، پھر دونوں گھٹنے اُٹھائے اور سیدھا کھڑے ہوجائے، کھڑے ہوتے وقت ہاتھوں سے زمین کا سہارا نہ لے۔ کھڑے ہوتے ہی دونوں ہاتھ باندھ لے۔ دوسری رکعت پہلی رکعت کی طرح ادا کرے مگر ثناء اور تعوّذ نہ پڑھے۔ ہاتھ باندھ کر بسم اللہ، الحمد اور سورہ پڑھ کر رکوع، قومہ، سجدہ جلسہ اور دوسرا سجدہ کرے اور پھر تشہد پڑھے: اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ وَالصَّلَوٰتُ وَالطَّیِّبَاتُ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَكَاتُہٗ، اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصَّالِحِیْنَ ۝ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ ۝ اور جب اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰہُ پر پہنچے تو شہادت کی اُنگلی سے اشارہ کرے اور کلمہ کی اُنگلی کو انگوٹھے کے ساتھ حلقہ کرکے اوپر کی طرف اُٹھائے۔ لَآ اِلٰہَ پر اُنگلی اُٹھائے اور اِلَّا اللّٰہُ پر رکھ دے، پھر قعدے کے آخر تک اسی طرح حلقہ باندھے رکھے۔ تشہد کے بعد درود شریف پڑھے:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی سَیِّدِنَا اِبْرَاهِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا اِبْرَاهِیْمَ

إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْد ، اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى سَيِّدِنَا اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى آلِ سَيِّدِنَا اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ط

پھر یہ دُعاء پڑھے :

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيَانِيْ صَغِيْرًا وَلِمَنْ تَوَالَدَا وَلِلْاُسْتَاذِيْ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ ، اَلْاَحْيَاءِ مِنْهُمْ وَالْاَمْوَاتِ بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِيْنَ.

یا یہ دُعاء بھی پڑھی جا سکتی ہے، یہ دُعاء آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھنے کے لیے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو تعلیم فرمائی تھی :

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ ظُلْمًا كَثِيْرًا وَّلَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ فَاغْفِرْلِيْ مَغْفِرَةً مِّنْ عِنْدِكَ وَارْحَمْنِيْ اِنَّكَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ط اِس کے بعد داہنے اور بائیں سلام پھیرے۔ یعنی سلام میں پہلے اس قدر داہنی طرف کو مُنہ پھیرے کہ سلام پھیرنے والے کا گال پیچھے کے نمازی کو نظر آئے۔ اسی طرح پھر بائیں طرف سلام پھیرے۔ سلام میں السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہنا چاہیے۔ سلام پھیرتے وقت دل میں یہ خیال کرنا چاہیے کہ نمازی کے دونوں طرف جو محافظ فرشتے ہیں اور دوسرے نمازی سلام انھیں کیا جا رہا ہے۔

اوپر دو رکعت نماز کی ترکیب پوری ہوی۔ اگر نماز چار رکعت کی پڑھی جا رہی ہے تو، تیسری اور چوتھی رکعت میں امام اور منفرد کو بسم اللہ کے بعد صرف سورۂ فاتحہ پڑھنا چاہیے اور پھر تشہد، درود شریف وغیرہ دو رکعت کی نماز کی طرح ادا کرے۔ مقتدی کو تیسری اور چوتھی رکعت میں بھی بہ حالت قیام خاموش کھڑا رہنا چاہیے۔

نماز کے بعد ذکر اذکار کی بڑی فضیلت ہے۔ تسبیح فاطمی یعنی سُبحان اللہ ۳۳ مرتبہ، الحمدُ للہ ۳۳ مرتبہ اور اللہ اکبر ۳۴ مرتبہ پڑھنا چاہیئے۔ اس طرح اللہ کی یہ تعریف سو مرتبہ ہوتی ہے۔

فرض نمازِ فجر، مغرب، عشاء کی پہلی، دوسری رکعت میں قراءت جہر سے پڑھے اور باقی نمازوں میں آہستہ۔ منفرد، امام و مقتدی اور عورت سب کے نماز پڑھنے کا ایک ہی طریقہ ہے، البتہ اس قدر فرق ہے کہ امام رکوع کے بعد تسمیع یعنی سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہ کہے گا۔ جہری نماز یعنی فجر، مغرب و عشاء میں قراءت بلند آواز سے پڑھے گا۔ کل نمازوں میں تکبیرِ تحریمہ، تکبیراتِ انتقالات، تسمیع و سلام، امام بلند آواز سے اور مقتدی پست آواز سے کرے گا اور تحمید بھی، البتہ مُکبّر بلند آواز سے کہے گا۔

مقتدی نماز کی نیت کے ساتھ امام کی اقتداء کی بھی نیت کرے۔ تکبیرِ تحریمہ سے لے کر سلام پھیرنے تک ہر رُکن میں امام کی متابعت کرے، اِس طرح کہ ہر رُکن کی ادائی امام سے پہلے نہیں بلکہ امام کی ابتداء کے بعد ہوا کرے۔ جہری نمازوں میں امام سورۂ فاتحہ پڑھ چکنے پر آمین آہستہ کہے، اور مقتدی بھی قراءت کے سوا باقی تمام اذکار امام کی طرح مقتدی بھی اُدا کرے۔ لیکن تکبیرِ تحریمہ اور تکبیراتِ انتقالات آہستہ آواز سے ادا کرے۔ نماز کے بعد جب امام دُعاء مانگے تو آمین آہستہ سے کہنا چاہیئے۔

عورت تکبیرِ تحریمہ کے وقت شانوں تک ہاتھ اُٹھائے گی۔ تکبیرِ تحریمہ کے بعد ہاتھ سینہ پر باندھے گی۔ رکوع میں کم جُھکے گی، سمٹی رہے گی، گھٹنوں کو جھکا لیگی ہاتھ گھٹنوں پر رکھ لے گی، پکڑے گی نہیں۔ ہاتھوں کی اُنگلیاں نہیں پھیلائے گی۔ سجدے میں بغل نہیں کھولے گی۔ ہاتھ زمین پر بچھا کر سمٹی رہے گی۔ قعدے میں دونوں پاؤں دائیں طرف نکال کر بائیں سُرین پر بیٹھے گی۔ ہاتھوں کی اُنگلیاں ملی ہوی ہونی چاہئیں۔ کوئی بھی نماز بلند آواز سے نہیں پڑھیگی اور اذان نہیں دے گی۔ مَرد کی امامت نہیں کر سکتی۔ جماعت میں بغیر خاوند کی اجازت کے شریک

نہیں ہوگی۔ عورت اگر اور عورتوں کی امامت کرے تو صف کے بیچ میں کھڑی رہے گی۔

حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو اُمّتی ایک بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم پر درود بھیجے، میں دس بار اُس پر درود بھیجتا ہوں اور جو ایک بار تم میں سے سلام بھیجے، میں دس بار اُس پر سلام بھیجتا ہوں اور ایک روایت ہے کہ ــــــــ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص مجھ پر درود بھیجتا ہے، فرشتے اُس پر درود بھیجتے ہیں۔ اور فرمایا: وہ شخص میرا زیادہ مقرب ہے جو مجھ پر بیشتر درود بھیجے اور فرمایا: جس نے مجھ پر ایک بار درود بھیجا دس نیکیاں اس کے واسطے لکھی جاتی ہیں اور اُس کے دس گناہوں کو مٹا دیا جاتا ہے۔ اور فرمایا: جس شخص نے کسی عبارت میں درود لکھا، ملائکہ اس کے واسطے استغفار کرتے ہیں جب تک میرا نام اس کتاب میں رہے۔

درُودِ شریف تو کثرت سے ہیں، مختصر درود شریف یہ ہے:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ.

اِستغفار

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: جس نے استغفار کیا، اس کا ہر ایک غم جاتا رہے گا اور ہر ایک تنگی سے وہ نجات پائے گا اور رزق ایسی جگہ سے مِلے گا جس کا اُسے گمان تک نہ ہو۔ آپ نے فرمایا: میں روزانہ توبہ و استغفار کرتا ہوں۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کا یہ حال تھا تو ہم کو تو ہر وقت توبہ و استغفار میں مشغول رہنا چاہیے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو کوئی سوتے وقت تین بار اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِیْ

لَآ اِلٰهَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْم پڑھ لے تو اس کے سارے گناہ بخش دیے جائیں گے اور فرمایا کہ جو بندہ کہ گناہ کیا ہو اچھی طرح طہارت کر کے دو رکعت نماز پڑھے اور استغفار کرے تو اس کے گناہ معاف کر دیے جائیں گے۔ آپؐ نے یہ بھی فرمایا کہ جس کسی نے ایک دن میں سَو بار سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ پڑھے تو اس کے سارے گناہ بخش دیے جائیں گے۔
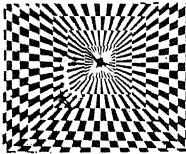
روزہ کا بیان
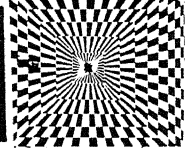
حدیث شریف ہے کہ جو شخص رمضان المبارک میں بلا عُذرِ شرعی ایک دن کا بھی روزہ ناغہ کرے اور اس کے بدلے اگر تمام عُمر روزے رکھے تو کافی نہیں۔ [مطلب یہ کہ ثواب سے محروم رہے گا]

طُلوعِ صبحِ صادق سے غروبِ آفتاب تک، عبادت کی نیّت سے، کھانے پینے، جماع، یعنی ہم بستری سے رُکنے کا نام روزہ ہے ـــــ اور ماہِ رمضان المبارک کے روزے رکھنا ہر مسلمان، عاقل و بالغ پر فرض ہے، خواہ مرد ہو یا عورت۔ عورتوں کے لیے لازم ہے کہ وہ حیض و نفاس سے پاک ہوں۔ روزہ رکھنے سے انکار کرنیوالا کافر ہے۔ روزہ کا بلا عُذر ترک کرنے والا فاسق ہوگا اور مستحقِ عذاب۔

روزہ کی فرضیت کے لیے تندرست اور مقیم ہونا شرط ہے، بیمار اور مسافر پر روزہ فرض نہیں۔

- نِیّت کرنا: نیت دِلی ارادہ کا نام ہے، زبان سے کہنا بھی مُستحب ہے۔ نیّت یُوں کرے:
- نَوَیْتُ اَنْ اَصُوْمَ غَدًا لِلّٰہِ تَعَالٰی مِنْ صَوْمِ رَمَضَان.
- دُعاے افطار: اَللّٰھُمَّ لَکَ صُمْتُ وَبِکَ اٰمَنْتُ وَعَلَیْکَ تَوَکَّلْتُ وَعَلٰی رِزْقِکَ اَفْطَرْتُ.

اعتکاف

وہ مسلمان جو ماہِ رمضان المبارک میں اپنے نفس کو طاعتِ الٰہی کے تابع کر کے سب سے الگ تھلگ ہو کر مسجد کے کسی گوشے میں بیٹھ جائے، اس کے لیے شریعت میں **اعتکاف** کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔ اعتکاف ایسی حالت کو کہتے ہیں جس میں دُنیا داری کے تمام کام چھوڑ کر آدمی رضائے الٰہی میں غرق ہو جائے اور اپنے محلّہ کی مسجد میں معتکف ہو جائے۔ اعتکاف ماہِ رمضان کے آخری دہے میں سُنّتِ کفایہ ہے اور روزہ شرط ہے، نفل اعتکاف میں روزہ شرط نہیں۔ نفل اعتکاف کا وقت امام ابو حنیفہؒ کے پاس ایک گھڑی ہے۔ نذر کا اعتکاف ایک دن سے کم نہیں ہوتا اور روزہ ضروری ہے۔ نذر کا اعتکاف توڑنے پر قضاء لازمی ہے۔ عورتوں کے لیے اعتکاف کی جگہ وہی ہے، جہاں وہ روزانہ نماز پڑھتی ہیں، شوہر کی اجازت ضروری ہے۔ اگر پوری بستی میں ایک شخص بھی معتکف ہو جائے تو سنتِ کفایہ ادا ہو جائے گی۔

زکوٰۃ کا بیان

قرآن مجید میں ۳۲ جگہ نماز سے متصل (ملا ہوا) اور دوسری جگہ بھی علاحدہ ذکر ہے۔

حدیث شریف میں ہے کہ زکوٰۃ دے کر اپنے مالوں کو مضبوط قلعوں میں محفوظ کر لو۔ جس مال کی زکوٰۃ نہیں دی جاتی وہ مال ضائع (برباد) ہو جاتا ہے، اپنے مالوں کی زکوٰۃ نکالو کہ وہ پاک کرنے والی ہے، تم کو بھی پاک کرے گی۔

زکوٰۃ اسلام کا پُل ہے، زکوٰۃ کے معنی پاک کرنے اور برکت بڑھانے کے ہیں، اپنے مال کے چھوٹے حصّے کو اللہ تعالیٰ کے نام پر کسی فقیر و غریب کو جو صاحبِ نصاب نہ ہو دے دینا اس کی

شریعت نے حد مقرر کر دی ہے۔ زکوٰۃ کا منکر کافر، نہ ادا کرنے والا فاسق (گنہگار) ادائی میں دیر کرنے والا گنہگار۔

زکوٰۃ واجب ہونے کی شرطیں :

مسلمان ہونا، آزاد ہونا، بالغ ہونا، عاقل ہونا، نصاب کا ہونا، مِلک نام پر ہونا، یعنی اس کا پورا پورا مالک ہونا، مال کا حاجت اصلیہ سے زائد ہونا، قرض دار نہ ہونا (مال بڑھنے والا ہونا) مال پر کامل ایک سال گزر جانا، چاندی اور سونے کی ہر چیز پر زکوٰۃ واجب ہے۔ چاندی کا نصاب ۲۰۰ درم اور سونے کا نصاب ۲۰ مثقال، اس سے کم پر زکوٰۃ واجب نہیں۔ مقدار نصاب ــــ ۶۰ گرام ۶۷۳ ملی گرام ــ سونا ۴۲۲ گرام ۳۵۷ ملی گرام چاندی یا اس کی قیمت کا مالک ہو، اس کا چالیسواں حصہ زکوٰۃ دینا واجب ہے، نصاب چاندی کی جو قیمت ہو اس مقدار روپیہ یا نوٹ ہوں اور ان پر ایک سال گزر گیا ہو تو زکوٰۃ واجب ہوگی۔ ہر قسم کے تجارتی سامان میں زکوٰۃ واجب ہے۔ جن اشخاص کو زکوٰۃ دی جائے وہ سات ہیں :

(۱) فقیر (۲) مسکین (۳) عامل (۴) مکاتب (۵) قرض دار (۶) فی سبیل اللہ (۷) مسافر

اِن اشخاص کو زکوٰۃ نہ دی جائے :

ماں باپ، دادا دادی، نانا نانی، آخر سلسلہ تک بیٹا بیٹی، پوتا پوتی، نواسہ نواسی، آخر سلسلہ تک، زوجہ اپنے شوہر کو اور شوہر اپنی زوجہ کو، مال دار کو اور کافر کو۔ بنی ہاشم یعنی آلِ علی، آلِ عقیل، آلِ جعفر اور آل عباس کو بھی زکوٰۃ نہ دی جائے۔

زکوٰۃ ادا کرتے وقت نیت کرنا ضروری ہے، زکوٰۃ لینے والے کو معلوم کرنے کی ضرورت نہیں۔

حج ایک خاص زمانے میں خاص طریقوں سے کعبہ مکرمہ کا طواف کرنے اور عرفات میں ٹھہرنے کا نام حج ہے۔ عرفات مکہ معظمہ کے قریب ہے۔ حج کے ارکان تین ہیں: (۱) احرام (۲) طوافِ زیارت اور عرفات میں ٹھیرنا۔ کعبہ کو بیت اللہ شریف بھی کہا جاتا ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے:
وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا۔ (ترجمہ۔ اللہ کا حق ہے لوگوں پر بیت اللہ کا حج کرنا ان پر جو وہاں تک جانے کی طاقت رکھتے ہوں۔) عُمر بھر میں ایک بار فرض ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ جس نے حج کیا اور بُرائیوں سے بچا رہا تو وہ ایسا گُناہوں سے پاک ہو کر لوٹے گا، جیسے اُس دن پاک تھا جس دن کہ ماں پیٹ سے پیدا ہوا۔ اور حج نہ کرنے پر سخت وعید فرمائی کہ کوئی عُذر نہ ہو اور حج نہ کرے تو اسے اختیار ہے کہ چاہے یہودی ہو کر مرے یا نصرانی ہو کر۔ حج بھی نماز، روزہ، زکوٰۃ کی طرح فرض ہے اُس پر جو عاقل بالغ تندرست ہو اور اس قدر مال کا مالک ہو جو حاجت سے زائد ہو، قرضدار نہ ہو، اور زادِ راہ سواری کے لیے اور جن لوگوں کا نفقہ واجب ہے، ان کے لیے واپسی تک کافی ہو سکے۔ عُمرہ سُنّتِ مؤکدہ ہے اور اسی مقام پر ادا کیا جاتا ہے۔
حدیث شریف میں عُمرہ کو اُن گُناہوں کا کفّارہ فرمایا گیا ہے جو دوسرے عُمرہ تک واقع ہوں۔

زیارت روضۂ نبی صلی اللہ علیہ وسلّم:

حج و عُمرہ سے فارغ ہونے کے بعد یا پہلے ایک اور چیز ہے جو اہلِ ایمان و محبت کی جان ہے مقصدِ اعظم ہے، سرمایۂ مفاداتِ دُنیا و آخرت ہے۔ وہ روضۂ مقدس رحمۃ للعٰلمین، شفیع المذنبین

حضرت محمد مصطفےٰ صلّی اللہ علیہ وسلم کی حاضری ہے، جس کی نسبت ارشاد ہے کہ "جو میری قبر کی زیارت کرے اس کے لیے میری شفاعت واجب ہے۔"

عبادت کی نیت سے مخصوص ایام میں مخصوص جانور کے ذبح کرنے کا نام قربانی ہے۔ قربانی ہر آزاد مقیم صاحبِ نصاب مسلمانوں پر واجب ہے۔ [غلام، مسافر، اور محتاج پر نہیں۔]

صاحبِ نصاب وہ شخص ہے جو اصلی ضرورتوں یعنی مکان سکونتی و اسبابِ خانہ داری کے علاوہ ۶۰ گرام ۲۲۴ گرام چاندی یا ان کے برابر والی قیمت کا مالک ہو قرضدار نہ ہو، نصاب، عید سے قبل تھوڑا وقت بھی گزر جائے تو واجب ہے، جو صاحبِ نصاب نہ ہو اگر وہ دے تو مستحب ہے۔

قربانی میں ماہ ذوالحجہ کے تین دن، ۱۰، ۱۱، اور ۱۲ مخصوص ہیں۔ قربانی کا وقت دسویں ذوالحجہ نماز وخطبۂ عید کے بعد سے ۱۲ ویں کے غروب سے قبل تک ہے۔ البتہ پہلا دن افضل ہے۔ جس گاؤں میں عید کی نماز نہ ہوتی ہو وہاں کے لوگ دسویں تاریخ کو آفتاب طلوع ہوتے ہی قربانی کر سکتے ہیں۔ قربانی دن کے وقت کرنی چاہیئے۔ رات میں مکروہ ہے۔ کسی وجہ سے قربانی اِن دنوں میں نہ ہو سکے تو قربانی کا جانور یا اس کی قیمت خیرات کر دیں۔ قربانی کے لیے یہ جانور مخصوص ہیں: بکری، بکرا، مینڈھا، بھینس بھیڑ، بیل، گائے، کھلگا، اُونٹ، اونٹنی، ان کے علاوہ دوسرے جانوروں کی قربانی درست نہیں۔ بکرا، بکری، مینڈھے کی عُمر ایک سال، بیل، گائے، کھلگا، بھینس کی عُمر دو سال، اُونٹ، اُونٹنی کی عُمر، پانچ پانچ سال کی ہونا چاہیئے۔ قربانی کے جانور بے عیب ہوں۔ بکری، مینڈھا ان میں سے کوئی ہو، ایک

آدمی کی طرف سے بیل، گائے، بھینس، کٹھا، اونٹ، اونٹنی ان میں سے کوئی ہو، سات آدمی کی طرف سے ان کی قربانی دی جاسکتی ہے۔

قربانی کے جانور کو ذبح کرنے کا وہی طریقہ ہے جو عام جانوروں کے ذبح کا ہے، قربانی کا جانور خود صاحبِ قربانی ذبح کرے تو مستحب ہے ورنہ دوسروں سے ذبح کرائے لیکن خود سامنے رہے اور ذبح کے وقت یہ دُعا پڑھے : اَللّٰھُمَّ ھٰذِہِ الْاُضْحِیَّۃُ تَقَبَّلْ مِنِّیْ کَمَا تَقَبَّلْتَ مِنْ اِبْرَاھِیْمَ خَلِیْلِکَ وَمِنْ مُحَمَّدٍ نَبِیِّکَ وَحَبِیْبِکَ عَلَیْھِمَا الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ پھر بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰہُ اَکْبَر پڑھ کر ذبح کرے اور اگر دوسرا شخص ذبح کرے تو، تَقَبَّلْ مِنِّیْ کے بجائے صاحبِ قربانی کا اور اس کے باپ کا نام لے اور یوں کہے تَقَبَّلْ مِنْ فلاں ابن فلاں۔

قربانی کے گوشت کے تین حصے کیے جائیں : ایک حصہ محتاجوں، فقیروں کو خیرات کریں اور دوسرا حصہ عزیزوں اور پڑوسیوں میں تقسیم کریں، تیسرا حصہ مع اہل وعیال استعمال کریں قربانی کی کھال خیرات کر دیں یا فروخت کریں، قیمت خیرات کریں یا گھر کے استعمال میں رکھیں۔ قصاب کو مزدوری میں نہ دیں۔

مسائلِ ذبح

کسی حلال جانور کے گلے کی رگیں شرعی طور پر کاٹنے کا نام ذبح ہے۔

ذبح کی شرائط : ۱ : ذابح (ذبح کرنے والا) کا مسلمان ہونا (یا اہلِ کتاب ہونا) ۲ : ذابح کا عاقل ہونا ۳ : ذابح کا باہوش ہونا ۴ : ذبح کے وقت اللہ کا نام لینا یعنی بسم اللہ اللہ اکبر ہی کہنا ۵ : اللہ کے نام کے ساتھ کسی اور کا نام نہ لینا ۶ : بسم اللہ اللہ اکبر کہنے کے معاً بعد (یعنی ساتھ

ذبح کرنا (۷) ذبح کے وقت جانور میں کچھ نہ کچھ یقینی حیات کا رہنا۔ اگر ان شرائط میں سے کوئی شرط پوری نہ ہو یا خلاف ہو جائے تو پھر ذبیحہ حلال نہیں' ذابح کا مرد ہونا یا بالغ ہونا شرط نہیں' بلکہ عورت، نابالغ، بے ختنہ، گونگے، غسل کی حاجت والے' ان سب کے ہاتھ کا ذبیحہ درست ہے' بشرطیکہ یہ سب مسلمان' عاقل اور باہوش ہوں اور بسم اللہ اللہ اکبر کہہ کر ذبح کریں۔

بچہ پیدا ہونے کے بعد اس کے سر سے بال اُتار کر جو بکرا ذبح کیا جاتا ہے وہ عقیقہ ہے' عقیقہ کرنا مستحب ہے۔ حدیثِ شریف میں آیا ہے کہ ہر بچہ اپنے عقیقہ کے عوض رہن ہے' اور عقیقہ مفید و باعثِ خیر و برکت ہے' عمر کی کوئی قید نہیں' پیدائش سے ساتویں دن کرنا چاہیے مثلاً جمعہ کو پیدا ہو تو جمعرات کو، اگر اتوار کو پیدا ہو تو ہفتہ کو۔ لڑکی کا عقیقہ ایک بکرے سے، اور لڑکے کے لیے دو بکرے' اگر قدرت نہ ہو تو ایک بکرا بھی دے سکتے ہیں۔ عقیقہ کا ایک بکرا، ایک سال کی عمر کا اور بے عیب ہونا چاہیئے' نر و مادہ کی کوئی خصوصیت نہیں' اگر کسی میں ایک بکرے کی بھی قدرت نہ ہو تو اس کو عقیقہ کرنا ضروری نہیں۔ عقیقہ کا بکرا ذبح کرتے وقت یہ نیّت کرے اور بچے کا باپ خود ذبح کرے۔ عقیقہ کی دُعا یہ ہے:

اَللّٰهُمَّ هٰذِهٖ عَقِيْقَةُ ابْنِيْ (اس کے بعد بچے کا نام لیں) دَمُهَا بِدَمِهٖ وَلَحْمُهَا بِلَحْمِهٖ وَعَظْمُهَا بِعَظْمِهٖ وَجِلْدُهَا بِجِلْدِهٖ وَشَعْرُهَا بِشَعْرِهٖ اَللّٰهُمَّ تَقَبَّلْهَا مِنِّيْ وَاجْعَلْهَا فِدَاءً لِّابْنِيْ مِنَ النَّارِ بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُ اَكْبَرْ.

اس کے بعد ذبح کرے۔ اگر لڑکی ہو تو اِبْنِیْ کے بجائے بِنْتِیْ کہے اور مذکر ضمیروں کی جگہ مونث ضمیریں استعمال کریں، اگر لڑکے کے باپ کے سوا کوئی اور شخص ذبح کرے تو ابنی کی جگہ بچہ اور باپ کا نام لے اور تَقَبَّلْهَا مِنْهُ اور فِدَاءً لِّابْنِیْ کی بجائے فِدَاءً لِّابْنِهٖ اور لڑکی کے لیے بِنْتِیْ کے بجائے بنتِ فلاں یعنی لڑکی کا نام اور باپ کا نام لے، اور مونث ضمیریں پڑھے، جب بکرا ذبح کریں تو اسی دن بچے کے سر سے بال اُتار دیں، اور سر پر زعفران یا صندل یا خوشبودار چیزیں ملیں، اور بالوں کو چاندی سے تول کر چاندی کو خیرات کریں اور بالوں کو زمین میں دفن کر دیں، عقیقہ کے گوشت کے تین حصے کیے جائیں: ایک حصہ فقیروں و محتاجوں کو دیں اور دو حصے آپ کھائیں، اپنے عزیزوں، ہمسایوں میں خواہ پکا کر یا کچا تقسیم کریں یا کھلائیں، قربانی اور عقیقہ دونوں کا حکم یکساں ہے، قربانی کا گوشت صاحبِ قربانی کھا سکتا ہے، اسی طرح عقیقہ کا گوشت ماں باپ کھا سکتے ہیں، عقیقہ کے بکرے کی ہڈیاں توڑنے کی شرعاً کوئی ممانعت نہیں ہے، کھال یا سر یا پائے کا دفن کرنا درست نہیں ہے، جب کسی مسلمان کے گھر بچہ پیدا ہو تو چاہیئے کہ اس کو نہلا دُھلا کر سفید کپڑے پہنائیں، پھر اس کے داہنے کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت کہیں کہ مسلمان بچے کے کان میں سب سے پہلے جو آواز پہنچے وہ خدا اور رسول کے نام کی ہونی چاہیئے، نام اچھے رکھیں، ان بزرگ ناموں کی برکت سے شیطان بھاگ جاتا ہے اذان اقامت کے بعد کھجور یا اور کوئی میٹھی چیز جس پر آگ کا اثر نہ ہوا ہو، کوئی بڑا بوڑھا گھر والا یا کوئی دین دار اپنے مُنہ میں چبا کر شہد کے ساتھ بچے کے مُنہ کے اندر تالو میں لگائے پھر ساتویں دن عقیقہ کرے اور اسی دن نام رکھے۔

نِکاح کی تعریف

نکاح کے معنی لغت میں جماع (ہم بستری) کے ہیں، اور فقہ کی اِصطلاح میں عقد اس قول و قرار کا نام ہے، جس سے مَرد، عورت سے نفع اُٹھانے کا مجاز ہوتا ہے۔ نکاح کا رکن ایجاب و قبول ہے۔

ایجاب و قبول، اس گفتگو و اقرار کو کہتے ہیں جو مَرد و عورت میں باہم تعلقِ زوجیت پیدا کرنے کے لیے ہو، پہلے جس کی گفتگو ہو (خواہ عورت کی ہو یا مَرد کی) اس کا نام ایجاب ہے، اس کے بعد دوسرے کے کلام کا نام قبول ہے۔ عاقدین میں سے ایک کہے کہ مَیں تیرے ساتھ نکاح کر لیا، دوسرا کہے کہ مَیں نے منظور کر لیا۔ ایجاب و قبول دونوں ایک ہی مجلس میں ادا کیا جانا ضروری ہے مہر نفقہ عُمدہ برتاؤ وغیرہ کی ادائی کی قدرت حاصل ہونا بھی شرط ہے۔ اگر نان نفقہ اور ضروریاتِ زندگی پوری نہ کر سکتا ہو (یا نامَرد ہو) تو اس کو نکاح نہ کرنا چاہیئے۔

نِکاح کی شرائط

عورت کا محرمات سے نہ ہونا۔ مثلاً (ماں، بیٹی، خالہ، پھوپھی، بھتیجی، بھانجی، دادی، نانی آخری سلسلہ تک) اِس کے علاوہ دُودھ کے رشتے اور علاتی رشتے بھی ہیں (دُلہا دلہن) یا ان کے اولیاء کا عاقل بالغ آزاد ہونا چاہیئے۔

ولی وہ شخص ہے، جس کا قول دوسرے پر اثر کرے اور اس کا مسلمان، عاقل، بالغ ہونا ضروری ہے۔ **وکیل** وہ ہے جس کو نکاح کرا دینے کی اجازت دی جائے۔

گواہ دو مَرد مسلمان گواہ ہونا اور یہ دونوں طرفین کے ایجاب وقبول کو سُنیں اور یہ سمجھیں کہ نکاح ہو رہا ہے۔ مہر و زرِ نقد یا مال جو بوجہ عقدِ نکاح شوہر کی طرف سے عورت کو ملتا ہے، جس کے سبب عورت اپنے خاص منافع کا شوہر کو مالک بنا دیتی ہے یعنی قیمت یا بدلِ نکاح کا نام مہر ہے جو نکاح کے وقت مَرد کے ذمہ مقرر کیا جاتا ہے۔ مہر کی اوّلاً دو قسمیں ہیں: (۱) مہرِ مُعجّل وہ مہر ہے جو اُسی وقت ادا کیا جائے۔ (۲) مؤجل وہ مہر ہے جو اسی وقت نہیں بلکہ کسی مُدت پر اَدا کرے، کوئی مُدّت مقرر نہیں کی گئی تو پھر اس کی ادائی موت یا طلاق کی صورت میں لازم ہوگی۔ کم سے کم مہر دس دِرہم ہو، اور زائد کی کوئی حد نہیں مگر استطاعت مہر میں شرط ہے۔ دِرہم کی کوئی ضرورت نہیں بلکہ جو اس کی قیمت کے مساوی ہو یا زائد، مہر باندھا جا سکتا ہے۔ مثلاً سونا چاندی، گھوڑا، بھینس، زمین، باغ وغیرہ۔

طریقہ عقدِ نکاح

مجلسِ نکاح علی الاعلان ہو۔ اس میں قرابت دار، دوست احباب شریک ہوں۔ ضروری ہے کہ مجلسِ نکاح میں عاقد (دُلہا ہو) اور عاقدہ (دلہن) کی طرف سے اس کا ولی یا وکیل ہو۔ مجلسِ نکاح قائم ہونے پر عاقدہ کا ولی یا وکیل گواہوں کے ساتھ عاقدہ کے پاس جائے اور دُلہن کو سُنائے کہ میں اپنی وکالت سے اس قدر مہرِ مؤجل یا معجّل کے بدلے دُلہے کا اور اس کے باپ کا نام لے کر کہے کہ اس کے ساتھ تمہارا نکاح کر دیتا ہوں۔ ان الفاظ کو گواہ بھی سُنیں، اس وقت اجازت

لینے والا باپ یا دادا ہو تو عاقدہ کا خاموش رہنا، بلا آواز رونا، ہنسنا داخل اجازت ہے؛ ورنہ عاقدہ کو زبان سے کہنا چاہیئے کہ مجھے منظور ہے، اگر عاقدہ [پہلے کی شادی شدہ] ہو تو اس کو بھی زبان سے کہنا چاہیئے کہ مجھے منظور ہے یا میں نے اجازت دی، اجازت کے بعد سنّت ہے کہ خطبہ نکاح بلند آواز سے پڑھا جائے، سنّت ہے کہ عاقدہ کا ولی خطبہ پڑھے اگر وہ نہ پڑھے تو کوئی بزرگ مرد صالح پڑھے، ورنہ قاری نکاح پڑھے۔

طلاق
شریعت کی نظر میں!

حدیث شریف میں ہے جو عورت اپنے شوہر سے طلاق کی درخواست کرے اس پر جنّت کی خوشبو حرام ہے ایک دوسری حدیث میں ہے مباح چیزوں میں جو چیز اللہ تعالیٰ کو سخت ناپسندیدہ ہے وہ طلاق ہے اس لیے طلاق کی رسم کو کم کرنے کے لیے اللہ کے رسولؐ نے ارشاد فرمایا یعنی اللہ تعالیٰ، ان مردوں پر لعنت کرتا ہے جو (عورتوں) کی چاشنی چکھتے پھریں اور ان عورتوں پر بھی لعنت فرماتا ہے جو (مردوں) کی چاشنی لیا کریں یہ ظاہر ہے کہ جب ایسا معاشرہ رہے گا تو لامحالہ طلاق کی بھی کثرت ہو جائے گی اور اس سے معاشرہ خراب ہوگا، بے اعتمادی ہر ایک دوسرے میں بڑھتی جائے گی۔ اس لیے شریعت اسلامیہ کا مقصودِ اصلی یہ ہے کہ یہ تعلق جو نکاح کی بدولت زوجین میں پیدا ہوا ہے مضبوط رہے۔

شرع مقدس نے اس تعلق کو ایسا لازم نہیں قرار دیا کہ کسی طرح ٹوٹ ہی نہ سکے بلکہ جس طرح اس کا استحکام وانتظام فرمایا ہے اسی طرح ضرورت واضطراب کے موقع پر اس کو قطع کرنے کا بھی انتظام فرمایا۔ اسلامی تمام احکام میں اعتدال حد درجہ ملحوظ ہے اور ہر حکم افراط وتفریط سے پاک ہے۔ آج کل مسلمانوں میں بھی طلاق کا ایک عام رواج بن گیا ہے۔ خدا اس لعنت سے سب کو محفوظ رکھے۔ آمین

مسلمانوں کے اکثر گھروں میں اسلامی تعلیم کی کمی اللہ اور اس کے رسولؐ کی نسبت سے

ناواقفیت کا نتیجہ مصیبتوں آفتوں میں گھر جانا ہے ــــ آئے دن شیطانیت میں اضافہ ہوتا جارہا ہے، مُسلم معاشرہ پر اس کا بُرا اثر پڑ رہا ہے۔ لہٰذا ہم اللہ کی رسّی کو مضبوط پکڑ کر رہیں تو انشاءاللہ ہم لعنتی کاموں سے محفوظ رہیں گے۔

طلاق کے متفرق مسائل

طلاق کی تعریف: طلاق کے معنیٰ لغت میں قید دُور کرنے کے ہیں اور اصطلاحِ فقہ میں خاص قیدِ نکاح کے دُور کرنے کا نام طلاق ہے۔

طلاق کا اختیار: طلاق کا اختیار صرف شوہر کو حاصل ہے زوجہ کو اس کا اختیار نہیں۔ اس میں عورت کی رضا مندی اور ناراضی کو کسی قسم کا دخل نہیں۔

طلاق کی صفات باعتبار مواقع وحالات: اعتبار حالات طلاق کے صفات [یا احکام مدارج] حسبِ ذیل ہیں:- ۱: حرام ہے، اگر طلاق بدعی ہو۔

۲: مکروہ ہے اگر بہ نیت ضرر رسانی، بے وجہ اور بے ضرورت طلاق دی جائے۔

۳: مُباح ہے۔ اگر کسی ایسی وجہ سے طلاق دی جائے جو دین سے تعلق نہ رکھتی ہو۔

۴: مستحب ہے اگر کسی دینی وجہ سے طلاق دی جائے مثلاً زوجہ اس کو یا اس کے اعزّہ کو تکلیف دیتی ہو یا نماز نہ پڑھتی ہو۔

واجب ہے۔ اگر طلاق نہ دینے میں نقصان مال یا جان کا خوف ہو یا زوجہ کے حقوق کی عہدہ برائی

نہ ہو یا طلاق دینے کا ماں باپ نے حکم دیا ہو (طلاق کے مقررہ الفاظ کہنا رُکن طلاق ہے)

طلاق کے احکامات اور طلاق کی شرائط

طلاق کے شرائط حسبِ ذیل ہیں:-

۱: عورت کا مرد کے نکاح میں ہونا۔ اگر کوئی اپنی منکوحہ کے ماسوا کسی اور عورت کو طلاق دے یا اپنی منکوحہ مطلقہ کو عدت کے اندر طلاق دے تو صحیح نہ ہوگی۔ ۲: شوہر کا بالغ ہونا۔ نابالغ شوہر کی طلاق واقع نہ ہوگی۔ ۳: شوہر کا عاقل ہونا، بے عقل اور مجنوں کی طلاق صحیح نہ ہوگی اسی طرح حالتِ نیند میں طلاق دی جائے تو واقع نہ ہوگی۔

تنبیہ: حالتِ نشہ میں طلاق دینے سے طلاق واقع ہو جائے گی۔

۴: الفاظ طلاق کا مفہوم سمجھنا یعنی یہ جاننا کہ ان الفاظ سے طلاق ہو جاتی ہے اگر یہ نہ جانتا ہو تو طلاق نہ ہوگی۔

تنبیہ: ان امور کے سوا اور کوئی چیز طلاق کے صحیح ہونے میں مشروط نہیں ہے حتیٰ کہ اگر کوئی شخص:

الف: زبردستی یا مجبور کرنے سے طلاق کا لفظ منہ سے نکال دے یا

ب: کسی کی زبان سے بلا قصد طلاق کا لفظ نکل جائے یا

ج: کوئی نادانی اور کم فہمی سے طلاق دے دے یا

د: ہنسی مذاق میں طلاق دے دے یا

ھ: غصّہ کی حالت میں طلاق دے دے یا

و: نشہ پی کر حالتِ نشہ میں طلاق دے دے تو ان سب صورتوں میں طلاق واقع ہو جائیگی۔

[۲] طلاق کے لیے گواہ کا ہونا بھی شرط نہیں [اگر ہوں تو بہتر ہے]

[۳] طلاق کے وقت عورت کی حضوری بھی شرط نہیں۔ عورت کے غیاب میں بھی طلاق

دی جائے تو واقع ہو جائے گی۔

(۴) طلاق کے لیے کسی زبان کی بھی خصوصیت نہیں جس زبان میں دی جائے درست ہے۔

(۵) طلاق کے الفاظ کا زبان سے ادا ہونا ضروری نہیں بلکہ تحریر کے ذریعہ بھی طلاق واقع ہو جاتی ہے۔

توضیح: اس تحریر سے جو مرسوم یعنی بہ شکل طلاق نامہ بلا نیت بھی واقع ہو جاتی ہے لیکن اس تحریر سے جو غیر مرسوم ہو یعنی بصورت طلاق نامہ نہ ہو اس وقت واقع ہو گی جب کہ وہ تحریر طلاق کی نیت سے عمل میں آئے اس خصوص میں غائب وحاضر دونوں کی تحریر کا یکساں حکم ہے۔

(۲) اگر کوئی شخص کسی کی زبردستی یا مجبور کرنے سے طلاق نامہ لکھ دے مگر زبان سے طلاق کا لفظ نہ نکالے تو طلاق واقع نہ ہو گی۔

(۳) گونگے کی طلاق اشارہ سے ہو جائے گی اور اگر وہ لکھنا جانتا ہے تو بہتر ہے کہ تحریر کے ذریعہ طلاق دے۔

تنبیہہ دوم: وقوع طلاق کے لیے طلاق کی نسبت عورت کی طرف ہونی ضروری ہے ورنہ طلاق واقع نہ ہو گی مثلاً زوجہ کو مخاطب کرکے کہے کہ میں نے تجھ کو طلاق دی یا زوجہ کی طرف اشارہ کرکے کہے کہ اس کو طلاق ہے یا اس کا نام لے کر کہے۔ حمیدہ کو طلاق ہے یا یوں کہے کہ میری زوجہ کو طلاق ہے۔

(ف) جس طرح نکاح وکیل کے ذریعہ درست تھا اسی طرح طلاق بھی وکیل کے ذریعہ درست ہے

طلاق کی اقسام: اولاً طلاق کی باعتبار اس کے طریقے کے دو ۲ قسمیں ہیں۔ ۱۔ سُنّی ۲۔ بدعی پھر طلاق کی باعتبار اس کے اثر کے بھی دو قسمیں

ہیں۔ ۱. رجعی ۲. بائن. ان سب کی تعریفات سلسلہ وار درج ذیل ہیں :

الف : طلاق سُنّی وہ طلاق ہے جو طریقہ مسنُونہ کے موافق دی گئی ہو اس کو طلاق مسنُونہ بھی کہتے ہیں (مسنون) ہونے کا یہ مطلب نہیں ہے کہ طلاق دینے سے ثواب ملے گا بلکہ یہ مطلب کہ اگر کسی وجہ سے کوئی شخص طلاق دینے پر آمادہ ہی ہو تو اس کو یہ طریقہ اختیار کرنا مسنون ہے رہی خود طلاق تو وہ جس نیت سے دی جائے اس نیت کے اچھے بُرے ہونے پر طلاق کا اچھا بُرا ہونا موقوف رہے گا۔

طلاق کی دو قسمیں :

۱: طلاق احسن ۲: طلاق حسن. طلاق احسن وہ طلاق ہے جس کے موافق طریقہ مسنونہ ہونے پر تمام آئمہ کا اتفاق ہو اس کی صورت یہ ہے کہ شوہر اپنی زوجہ کو ایک طلاق رجعی اُس طہر میں دے جس میں جماع نہ ہوتی ہو پھر دوسری طلاق نہ دے یہاں تک کہ اس کی عدت پوری ہو جائے. (یعنی ایک ہی طلاق پر اکتفا کرے) ۲: طلاق حسن. وہ طلاق ہے جس کے موافق طریقہ مسنونہ ہونے میں بعض آئمہ کا اختلاف ہے اس کی صورت یہ ہے کہ

الف : زوجہ غیر مدخولہ کو (بلا لحاظ طہر و حیض) ایک طلاق رجعی دی جائے۔

ب : زوجہ مدخولہ کو تین طلاقیں بتفریق طہر میں دی جائیں جن میں جماع نہ ہوئی ہو.

تنبیہ :

جس عورت کو حیض نہ آتا ہو اُس کو تین طلاقیں بتفریق مہینوں میں دی جائیں

(ب) طلاق بدعی ۔ وہ طلاق ہے جو طریقہ مسنونہ کے خلاف دی گئی ہو اس کی صورت یہ ہے کہ : الف . زوجہ مدخولہ کو حالت حیض میں طلاق دی جائے .

ب . طہر میں جماع کے بعد طلاق دی جائے .

ج . طلاق بائن دی جائے ۔

د: ایک ہی طہر میں کئی طلاقیں دی جائیں۔

تنبیہہ: طلاق بدعی کا مرتکب گنہگار رہے اور اس پر واجب ہے کہ اگر طلاق رجعی دی ہو تو عدت گزرنے کے قبل رجوع کر لے اور طلاق بائن خفیفہ دی ہو تو طلاق رجعی عدت گزر جانے کے باعث طلاق بائن ہو گئی ہو تو ان صورتوں میں پھر جدید نکاح کر لے۔

ج: طلاق رجعی وہ طلاق ہے جس میں شوہر کو عدت کے اندر رجوع کرنے کا اختیار ہے یعنی جدید نکاح کے بغیر پھر زوجین میں وہی سابقہ نکاح عود کر سکتا ہے لیکن عدت گزر جانے کے بعد طلاق رجعی طلاق بائن ہو جائے گی اور اس صورت میں جدید نکاح کرنا لازم ہوگا۔

د: طلاق بائن وہ طلاق ہے جس میں شوہر کو رجوع کرنے کا اختیار نہیں۔

طلاق بائن کی دو قسمیں ہیں [۱] خفیفہ [۲] غلیظہ۔

خفیفہ۔ وہ طلاق جو ایک یا دو دفعہ دی جائے ایسی طلاق میں عدت کے اندر اور نیز عدت کے گزر جانے کے بعد پھر زوجین باہم جدید نکاح کر سکتے ہیں [گویا عدت گزر جانے کے بعد اس طلاق کا اور رجعی طلاق کا ایک حکم ہے]

غلیظ یا مغلّظہ: وہ طلاق ہے جو تین دفعہ دی جائے اس طلاق میں پھر جدید نکاح نہیں کر سکتے بغیر اس کے عورت ختم عدت کے بعد کسی اور شخص سے نکاح کرے اور اس سے ہمبستری بھی حاصل ہو، پھر وہ شخص اس عورت کو طلاق دیدے اور اس کی عدت بھی گزر جائے اس کے بعد نکاح کر لے۔ البتہ پہلے شوہر کے لیے یہ عورت حلال ہو سکتی ہے ایسی عورت کو حلالہ کہتے ہیں۔

طلاق کے الفاظ: طلاق کے الفاظ دو قسم پر ہیں۔ [۱] صریح [۲] کنایہ

صریح: وہ الفاظ ہیں جو عرفاً طلاق کے سوا کسی اور معنیٰ میں مستعمل نہیں ہوتے جیسے میں نے

تجھے چھوڑ دیا، میں تجھ سے الگ ہوگیا، تجھے اپنا اختیار ہے، تیری جہاں خوشی ہو چلی جا. مجھ سے کوئی واسطہ نہیں وغیرہ۔

طلاق صریح کے احکام :۔ الفاظ صریح سے بلا نیت بھی طلاق واقع ہو جاتی ہے.

۲. ان الفاظ صریح "تجھ کو طلاق دی" یا تجھ پر طلاق ہے وغیرہ سے ایک طلاق رجعی واقع ہوتی ہے اگر چہ طلاق دینے والا ایک سے زیادہ کی نیت کرے یا طلاق بائن کی نیت کرے یا کچھ نیت نہ کرے.

۳. اگر طلاق کے ساتھ بائن کا لفظ یا طلاق کی کوئی صفت مذکور مثلاً یوں کہے کہ تجھ کو طلاق بائن دی یا بدترین طلاق دی یا سخت ترین طلاق دی (وغیرہ) تو ان صورتوں میں طلاق بائن واقع ہوگی. اور اگر تین طلاقوں کی نیت کی جائے تو تین ورنہ ایک طلاق بائن .

۴: اگر کسی نے طلاق کو مکرر کہا مثلاً یوں کہا کہ تجھے طلاق دی یا تجھ پر طلاق ہے طلاق ہے تو ایسی حالت میں جتنی مرتبہ طلاق کی تکرار ہوگی اتنی ہی طلاقیں واقع ہوں گی .

۵: الفاظ طلاق کو بگاڑ کر کہنے سے بھی طلاق واقع ہو جائے گی جیسے تلاک، تلاخ، طلاغ وغیرہ۔

طلاق غیر مدخولہ :۔ غیر مدخولہ وہ عورت ہے جس سے صرف نکاح ہوا ہو اور جماع یا خلوت صحیحہ کی نوبت نہ آئی ہو۔

توضیح۔ خلوت صحیحہ نام ہے زوجین کے ایک جگہ جمع ہونے کا اس طور پر کہ کوئی چیز جماع سے مانع نہ ہو اگر کوئی چیز مانع ہو تو پھر وہ خلوت صحیحہ نہیں بلکہ خلوت فاسدہ ہے۔

خُلع کے مسائل

۱: زوجہ سے کچھ عوض لے کر عقدِ نکاح کو زائل کر دینے کا نام خُلع ہے۔

توضیح: اگر زوجین میں ناموافقت ہو اور کسی طرح نباہ نہ ہو سکے نیز مرد طلاق بھی نہ دیتا ہو تو عورت مجاز ہے کہ اپنا مہر معاف کر دے کر یا کچھ مال دے کے شوہر سے اپنی گلو خلاصی کرائے جس کا طریقہ یہ ہے کہ عورت شوہر سے کہے میرا مہر جو تیرے ذمہ ہے اس کے یا موجودہ زرِ نقد وغیرہ کے عوض میری[1] جان چھوڑ دے" شوہر کہے" میں نے چھوڑ دی" اُس سے ایک طلاق بائن واقع ہو گی اور جو کچھ زرِ نقد دینے کا زوجہ نے وعدہ کیا ہو اُس کا دینا لازم آئے گا۔ اگر ناموافقت کی بُنیاد پر زیادتی عورت کی طرف سے ہو تو اس صورت میں شوہر کو مال لے کر خلع کرنا درست ہے۔ [لیکن جتنا مہر دیا ہو اس سے زیادہ لینا مکروہ ہے] اور اگر زیادتی شوہر کی طرف سے ہو جس سے عورت بمعافی یا واپسی مہر [وغیرہ] خلع لینے پر مجبور ہو جائے تو اس سے خلع کرنا گناہ اور مال لینا مکروہ تحریمی بلکہ حرام ہے۔ نیز عورت کو بِلا ضرورت خلع کی درخواست کرنا حرام ہے۔

---

[1] بشرطیکہ وہ عوض مہر ہو سکتا ہو یعنی جس چیز کا مہر ہونا جائز ہو اُسکا بدل خلع ہونا بھی دُرست ہے۔

۲ : خلع کے شرائط وہی ہیں جو طلاق کے ہیں (مثلاً عورت کا منکوحہ ہونا شوہر کا عاقل و بالغ ہونا) البتہ خلع کی تقدیم عورت کی طرف سے ہوتی ہے

۳ : خلع سے ایک طلاق بائن واقع ہو جاتی ہے۔

۴ : خلع کرنے کے بعد شوہر زوجہ سے رجوع نہیں کر سکتا تاوقتیکہ عقد جدید نہ ہو۔

۵ : خلع کے بعد عورت پر عدت لازم آئے گی اور زمانہ عدت کا نفقہ بھی شوہر کو دینا ہوگا! البتہ اگر شوہر نے کہدیا ہو کہ "میں نفقہ نہ دوں گا تو پھر نفقہ واجب نہ ہوگا.

۶ : نابالغہ لڑکی کے باپ کو لڑکی کی طرف سے خلع کرانے کا اختیار ہے لیکن مال واجب نہ ہوگا اور طلاق بائن واقع ہو جائے گی۔

۷ : نابالغ لڑکے کا باپ خلع کا مجاز نہیں۔

۸ : عورت کو ڈرا دھمکا کر یا مار پیٹ کر کے خلع کرانے پر مجبور کیا جائے تو طلاق ہو جائے گی لیکن اس پر مال واجب نہ ہوگا۔ اور نہ مرد کے ذمہ مہر ساقط ہوگا۔

ظہار اور کفّارہ :

۱ : ظہار سے مُراد (شرع میں) اپنی منکوحہ[1] کو کسی ایسی عورت[2] سے تشبیہ[3] دینا ہے جو ہمیشہ کے لئے اس پر حرام ہو مثلاً ماں، بہن، بیٹی وغیرہ

۲ : اگر شوہر نے اپنی بی بی سے کہا کہ تو مجھ پر میری ماں، بہن، بیٹی وغیرہ کی پشت کے مثل ہے تو اس سے ظہار ثابت ہوگا۔ ۳ : اگر کسی نے اپنی بی بی سے کہا کہ تو مجھ پر ایسی ہے جیسی میری ماں اور اس کہنے سے بی بی کی عزّت و بزرگی مقصود ہو یا کچھ نیت ہی نہ ہو تو کچھ نہ ہوگا۔ اور اگر ظہار کی نیت ہو تو ظہار

---

[1] یا منکوحہ کے پورے جسم یا جزو شائع کو (جسم سے پورا جسم مُراد ہو سکتا ہے) [2] یا اس کے ایسے جزو سے جسکی طرف نظر کرنا حرام ہو [3] اگر تشبیہ نہ دے بلکہ یوں کہے تو میری ماں ہے تو ظہار نہ ہوگا۔

ثابت ہوگا، یا طلاق کی نیت ہو تو ایک طلاق بائن واقع ہوگی۔

۴ : ظہار کا حکم یہ ہے کہ (اگرچہ عورت اس کے نکاح میں رہے گی لیکن) جب تک اس کا کفارہ ادا نہ ہو اس سے جماع یا لوازم جماع کرنا حرام ہے اور جب کفارہ دیدے تو پھر زوجین پہلی حالت پر آجائیں گے (پھر سے نکاح کی ضرورت نہیں)۔

۵ : ظہار کفارہ اسی طرح ہے جس طرح روزہ توڑ ڈالنے کا ہوتا ہے یعنی ایک غلام آزاد کرے اگر اس کی استطاعت نہ ہو تو پے درپے[۴] دو مہینے روزے رکھے اگر روزے[۵] رکھنے کی بھی طاقت نہ ہو تو ۶۰ مسکینوں کو شکم سیر دو وقت کھانا کھلائے اور اگر ایک ہی مسکین کو دو مہینے دو وقتیہ کھلائے تو بھی جائز ہے۔

۶ : اگر کوئی شخص ظہار کے بعد کفارہ ادا کرنے سے قبل عورت سے جماع کرے یا ایسے کام کرے جو' جماع ہوں تو اس صورت میں توبہ واستغفار کرنا چاہیئے۔[۶]

---

[۴] اگر اس اثناء میں عورت سے جماع کرے تو پھر از سرِ نو روزے شروع کرے [۵] ان ایام میں جن میں رمضان شریف واقع نہ ہو نہ ایام ممنوعہ جن میں روزہ رکھنا حرام ہے واقع ہوں اس زمانہ میں معدوم ہے [۶] کیوں کہ دوسرا کفارہ واجب نہیں ہوتا۔ البتہ پھر جماع سے احتراز لازم ہے۔

خطبۂ نکاح

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَ نُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ ط وَ نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا ط مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ ط وَاَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ ط وَاَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَنَبِیَّنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ ط اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ؕ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ؕ

یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّکُمُ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَۃٍ وَّخَلَقَ مِنْھَا زَوْجَھَا وَبَثَّ مِنْھُمَا رِجَالًا کَثِیْرًا وَّنِسَآءً ط وَاتَّقُوا اللّٰہَ الَّذِیْ تَسَآءَلُوْنَ بِہٖ وَالْاَرْحَامَ ط اِنَّ اللّٰہَ کَانَ عَلَیْکُمْ رَقِیْبًا ○ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ حَقَّ تُقَاتِہٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ○ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِیْدًا یُّصْلِحْ لَکُمْ اَعْمَالَکُمْ وَیَغْفِرْ لَکُمْ ذُنُوْبَکُمْ ؕ وَمَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِیْمًا ○ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

اَلنِّکَاحُ مِنْ سُنَّتِیْ، فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِیْ فَلَیْسَ مِنِّیْ۔ وَقَالَ تَزَوَّجُوا الْوَدُوْدَ الْوَلُوْدَ، فَاِنِّیْ اُبَاھِیْ بِکُمُ الْاُمَمَ۔ وَقَالَ اَلدُّنْیَا کُلُّھَا مَتَاعٌ، وَخَیْرُ مَتَاعِ الدُّنْیَا اَلْمَرْاَۃُ الصَّالِحَۃُ۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ

النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَعَلٰٓی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَاَزْوَاجِہٖ وَذُرِّیَّاتِہٖ وَاَھْلِ بَیْتِہٖ وَسَلِّمْ تَسْلِیْمًا کَثِیْرًا کَثِیْرًا ط

طریقۂ ایجاب وقبول: جب خطبہ ختم ہو جائے تو گواہوں کے رُوبرو عاقد اور عاقدہ کا ولی یا وکیل باہم ایجاب وقبول ادا کرائیں۔ اگر عاقدین بطور خود ایجاب و قبول نہ کر سکیں تو قاری النکاح اُن سے ایجاب و قبول ادا کرائے یعنی حسبِ ذیل الفاظ ان کی زبان سے کہلوائے۔

ایجاب: عاقدہ کا ولی یا وکیل عاقد سے کہے:
مَیں نے اپنی ولایت / وکالت اور مسمّیان ابن ..... ابن ..... ابن ..... ابن حضارِ مجلس کی ہدایت سے مسمّاۃ ..... بنت ..... کا نکاح بعوض مہر معجّل / مؤجل آپ کے ساتھ کر دیا۔

قبول: عاقد اس کے جواب میں کہے:
مَیں نے اس کو قبول کیا۔ ان الفاظ کا صرف ایک مرتبہ ادا ہونا کافی ہے لیکن ضروری ہے کہ ایجاب کے فوری بعد قبول کے الفاظ کہے جائیں، اور ایجاب وقبول کے الفاظ دونوں گواہ ایک ساتھ سُنیں۔ ایجاب وقبول کے بعد عاقدین کی خیر و برکت کے لیے دُعا پڑھیں۔

دُعاء

بَارَکَ اللّٰہُ لَکُمَا وَبَارَکَ اللّٰہُ عَلَیْکُمَا وَجَمَعَ بَیْنَکُمَا فِیْ خَیْرٍ، جَمَعَ اللّٰہُ وَاَسْعَدَ جَدَّکُمَا وَبَارَکَ عَلَیْکُمَا، وَاَخْرَجَ مِنْکُمَا کَثِیْرًا طَیِّبًا۔ اَللّٰھُمَّ اَلِّفْ بَیْنَھُمَا کَمَآ اَلَّفْتَ بَیْنَ سَیِّدِنَا اٰدَمَ وَسَیِّدَتِنَا حَوَّآءَ عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْھِمَا الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ۔ اَللّٰھُمَّ اَلِّفْ بَیْنَھُمَا کَمَآ اَلَّفْتَ بَیْنَ سَیِّدِنَا اِبْرَاھِیْمَ وَسَیِّدَتِنَا سَارَۃَ عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْھِمَا

الصَّلٰوۃُ والسَّلَامُ۔ اَللّٰھُمَّ اَلِّفْ بَیْنَھُمَا کَمَآ اَلَّفْتَ بَیْنَ سَیِّدِنَا یُوْسُفَ وَسَیِّدَتِنَا زُلَیْخَا عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْھِمَا الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ اَللّٰھُمَّ اَلِّفْ بَیْنَھُمَا کَمَا اَلَّفْتَ بَیْنَ سَیِّدِنَا مُوْسٰی وَسَیِّدَتِنَا صَفُوْرَ عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْھِمَا الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ۔ اَللّٰھُمَّ اَلِّفْ بَیْنَھُمَا کَمَآ اَلَّفْتَ بَیْنَ سَیِّدِنَا سُلَیْمَانَ وَ سَیِّدَتِنَا بِلْقِیْسَ عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْھِمَا الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ اَللّٰھُمَّ اَلِّفْ بَیْنَھُمَا کَمَآ اَلَّفْتَ بَیْنَ سَیِّدِنَا وَ مَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَبَیْنَ سَیِّدَتِنَا عَائِشَۃَ الصِّدِّیْقَۃِ وَبَیْنَ سَیِّدَتِنَا خَدِیْجَۃَ الْکُبْرٰی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا۔ اَللّٰھُمَّ اَلِّفْ بَیْنَھُمَا کَمَآ اَلَّفْتَ بَیْنَ سَیِّدِنَا عَلِیِّنِ الْمُرْتَضٰی وَسَیِّدَتِنَا فَاطِمَۃَ الزَّھْرَآءِ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا۔ اٰمِیْن

یَا رَبَّ الْعٰلَمِیْنَ۔ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ لِلْحَاضِرِیْنَ وَلِاَھْلِ ھٰذَا الْمَجْلِسِ کُلِّھِمْ اَجْمَعِیْنَ ؕ سُبْحٰنَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّۃِ عَمَّا یَصِفُوْنَ وَسَلٰمٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ؕ

نکاح ہو جانے کے بعد کھجور کا طبق لٹا دینا مستحب ہے، بشرطیکہ کسی کو ایذا نہ پہنچے ورنہ تقسیم کر دینا مناسب ہے اور بغرض اعلانِ نکاح دف کا بجانا جائز ہے، اس میں جھانجھ نہیں ہونا چاہیے۔ نیز مستحب ہے کہ اعزہ و احبابِ عاقدین اور ان کے اولیاء کو مبارکباد دیں۔ عاقدین کو ان الفاظ میں مبارکباد دیں تو زیادہ بہتر ہے: بَارَکَ اللّٰہُ لَکَ وَ بَارَکَ اللّٰہُ عَلَیْکَ وَ جَمَعَ بَیْنَکُمَا فِیْ خَیْرٍ مِنَ اللّٰہِ تَعَالٰی (ترجمہ: تم کو یہ نکاح مبارک ہو اور تم دونوں میں موافقت یکجائی بھلائی کے ساتھ ہو۔

عاقد کو حسبِ استطاعت دعوتِ ولیمہ کرنا چاہیے کہ یہ مسنون ہے۔

فضائلِ شبِ معراج

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ رجب اللہ کا مہینہ ہے۔ شعبان میرا مہینہ ہے اور رمضان امتیوں کا مہینہ ہے۔ اس مبارک مہینے کی ۲۷ ویں شب میں حضور مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے آسمانوں کی سیر کرائی، مسجد اقصیٰ میں انبیاء سابقین اور ملائکہ کی امامت فرمائی، احکام خاص آپ پر نازل ہوئے، آپ دیدار خداوندی سے سرفراز ہوئے، جو شخص اس رات کو عبادت کرتا ہے معراج کا ثواب اس کے اعمال میں لکھا جاتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کو کامیاب بامراد رکھے گا، ہر بلاؤ مصیبت سے بچائے گا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ماہ رجب کی ستائیسویں شب کو آسمانوں سے ستر ہزار فرشتے اپنے سروں پر انوار الٰہی کے طبق رکھے ہوئے زمین پر آتے ہیں، اور ہر اس گھر میں داخل ہوتے ہیں جن کے رہنے والے یاد الٰہی میں مشغول رہتے ہیں، حکم ہوتا ہے کہ ان نور کے طبقوں کو ان کے سروں پر الٹ دو جو اس شب کی قدر کرتے ہیں۔

عبادتِ شبِ معراج

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ماہ رجب کی ستائیسویں تاریخ کو جو شخص روزہ رکھے، اس رات کو عبادت کرے تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس دسترخوان پر کھلائے گا جس پر حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہوں گے۔ ایک روزہ یہودیوں کی مشابہت ہوتا ہے، ۲۶ اور ۲۷ کا روزہ رکھیں [بحوالہ فلاح دنیا]

اس رات سو رکعت نماز نفل پچاس سلام سے ادا کرے، اور ہر رکعت میں بعد الحمد کے سورۂ اخلاص ایک بار پڑھے، بعد فراغ نماز سو مرتبہ درود شریف پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے اپنی حاجت طلب کرے، انشاء اللہ اس کی حاجت ضرور پوری ہوگی۔ اس رات چھ رکعت نفل تین سلام سے ادا کرے، اور ہر رکعت میں بعد الحمد کے سورۂ اخلاص سات بار پڑھے، بعد فراغ نماز پچاس بار درود شریف پڑھ کر دُعا کرے، اللہ تعالیٰ دینی و دنیاوی مقاصد بر لائے گا۔

اس رات دو رکعت نفل پڑھے، پہلی رکعت میں بعد الحمد سورۂ اَلَم ترَ، اور دوسری رکعت میں بعد الحمد سورۂ لِاِیلٰف ایک ایک بار پڑھے، ثواب عظیم پائے گا۔

اس رات بارہ رکعت نفل چھ سلام سے ادا کرے، ہر رکعت میں بعد الحمد کے سورۂ اخلاص پانچ بار پڑھے، بعد اختتام نماز کلمہ تمجید استغفار اور درود شریف سو سو بار پڑھ کر جو دُعا کرے قبول ہوگی۔

اس رات صلوٰۃ التسبیح پڑھیں، اس کا بہت بڑا ثواب ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میرے پاس حضرت جبرئیل امین شعبان کی پندرھویں شب آئے اور عرض کیا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ ذرا اپنا سر آسمان کی طرف اٹھائیں۔ میں نے کہا یہ کونسی رات ہے جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا کہ یہ وہ رات ہے جس میں اللہ تعالیٰ اپنی رحمت کے تین سو دروازے کھولتا ہے اور سوائے مشرک، جادوگر غیب کی

خبریں دینے والا، زنا پر اصرار کرنے والا، شراب خور کے ہر ایک کو بخش دیتا ہے۔ دوسری روایت میں آیا ہے کہ سود خوار، کینہ رکھنے والے، ماں باپ کی نافرمانی کرنے والے اور قرابت کو توڑنے والے بھی رحمت الٰہی سے اس شب محروم رہتے ہیں۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب پندرھویں شب ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور مذکورہ افراد کے علاوہ سب کو بخش دیتا ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پندرھویں شب میں قیام کرو یعنی رات بھر جاگو، اور اس کے دوسرے دن یعنی پندرہ شعبان کو روزہ رکھو، بے شک اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ہے کوئی مغفرت طلب کرنے والا میں اس کو بخش دوں! ہے کوئی مصیبت میں گرفتار کہ میں اس کو نجات دے دوں! ہے کوئی رزق طلب کرنے والا میں اس کو روزی عطا کروں! اس طرح فرمایا جاتا ہے یہاں تک کہ صبح طلوع ہو جاتی ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ سے فرمایا کہ یہ کونسی رات ہے؟ بی بی صاحبہ نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ حضور نے فرمایا ماہ شعبان کی پندرھویں شب ہے، اس رات میں بندوں کے اعمال اٹھائے جاتے ہیں، اس رات اللہ تعالیٰ بنی کلب کی بکریوں کے بالوں کی تعداد کے برابر گناہ گاروں کو دوزخ سے آزاد فرماتا ہے، حضور نے فرمایا اس رات میں سال بھر میں پیدا ہونے والے اور مرنے والے شخص کا حساب لکھا جاتا ہے، اور ان کے لیے رزق اُتارا جاتا ہے

عبادت

اس مبارک رات میں تین مرتبہ یٰسٓ شریف پڑھے، پہلی مرتبہ درازی عمر کی نیت سے پڑھے اور دُعاء کرے، دوسری مرتبہ بلاؤں کے دُور ہونے کی نیت سے پڑھے اور دعاء کرے

تیسری مرتبہ مغفرت (گناہوں کی معافی) کی نیت سے پڑھے اور دعا کرے۔

دو رکعت نفل نماز پڑھے ہر رکعت میں آیت الکرسی ایک مرتبہ اور سورہ اخلاص پندرہ مرتبہ پڑھے، اور سلام کے بعد سو مرتبہ درود پڑھے۔ رزق میں وسعت بلاؤں سے نجات اور مغفرت کے لیے بزرگوں نے اس عمل کو بہتر قرار دیا ہے۔ آٹھ رکعت نفل چار سلام سے ادا کرے، ہر رکعت میں پانچ مرتبہ سورۂ اخلاص پڑھے، اللہ تعالیٰ گناہوں کو انشاء اللہ معاف فرمائیں گے۔

حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک دن خیال ہوا کہ اللہ تعالیٰ میری اُمت کے ساتھ کیا سلوک فرمائے گا؟ وحی آئی یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ کب تک اُمت کا غم کھائیں گے! میں آپ کی اُمت کو دُنیا سے نہ اُٹھاؤں گا تاوقت کہ ان کو دنیا میں انبیاء کا درجہ نہ دوں، انبیاء کی شان یہ ہے کہ ان پر فرشتے وحی سلام لے کر آتے ہیں، آپ کی اُمت پر بھی اسی طرح شب قدر میں فرشتے نازل ہوں گے اور میری طرف سے سلام اور رحمت پہنچائیں گے، رمضان کے مہینے میں شب قدر میں قرآن کو اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا جو ساری دُنیا کے

لوگوں کے لیے ہدایت ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک دن آپ کی اُمت کی عمریں دکھائی گئیں دیکھا کہ اکثر ساٹھ اور ستر برس ہی کی ہیں، حضور غمگین ہوئے کہ اس قدر مختصر عمر میں میری اُمت کیا نیک کام کر سکے گی! ایسا نہ ہو کہ قیامت میں اگلی امتیں بڑی عمروں کا ثواب پائیں اور میری اُمت مختصر عمر کی وجہ سے عبادت کی کمی سے شرمندہ ہو، حق تعالیٰ نے آپ کی تسلی کی خاطر کے لیے یہ سورہ شریف نازل فرمائی۔ اِنَّا اَنْزَلْنٰهُ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک روز بنی اسرائیل کے چار شخصیتوں کا ذکر فرمایا ۱: ایوب ۲: زکریا ۳: حزقیل ۴: یوشع بن نون کہ ان چاروں نے اسّی برس اللہ تعالیٰ کی عبادت کی ایک لمحہ بھی کوئی گناہ نہ کیا، صحابہؓ نے اس پر تعجب کیا اور خیال کیا کہ ہم لوگ اتنی عبادت کہاں کر سکتے ہیں خصوصاً جب عمر ہی مختصر ہے پس جبرئیل علیہ السلام آئے اور عرض کیا کہ آپ کی اُمت نے تعجب کیا ان چاروں نے اسّی سال عبادت کی (دیکھیے) اللہ تعالیٰ نے اس سے بہتر چیز نازل فرمائی، پھر سورہ انا انزلنہ فی لیلۃ القدر آخر تک پڑھ کر سنایا، اور کہا یہ افضل ہے اس سے کہ آپ کی اُمت تعجب کرے پس آپ اور آپ کے صحابہ بہت مسرور ہوئے، کعب احبار رضی اللہ عنہ نے کہا بنی اسرائیل میں ایک صالح بادشاہ تھا، اس وقت کے پیغمبر پر وحی الٰہی ہوئی کہ اس سے کہو کہ جو آرزو ہو بیان کرے کہا میری تمنا یہ ہے کہ میں راہِ خدا میں مال اور اولاد سے جہاد کروں، اللہ تعالیٰ نے اس کو ہزار فرزند عطا کئے، پس یہ بادشاہ ہر وقت اپنے بیٹوں میں سے ایک بیٹے کو جہاد پر روانہ کرتا، وہ لڑکا شہید ہو جاتا یہاں تک ہزاروں مہینوں میں ہزار لڑکے شہید ہو گئے، پھر بادشاہ نے خود جہاد کیا اور شہید ہوا صحابہ نے کہا کہ اس بادشاہ کی فضیلت کوئی شخص حاصل نہیں کر سکتا، اللہ تعالیٰ سورہ قدر نازل فرمایا، شب قدر ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ جس کسی کو شب قدر

مل جائے اس کی ۸۳ برس چار ماہ کی عبادت قبول ہو جاتی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب قدر کو لوگوں کو بتلانے آئے، دو مسلمان آپس میں جھگڑا کر رہے تھے، مسلمانوں کے جھگڑے کی وجہ آپ سے شب قدر بھلا دی گئی، شب قدر بھلانے میں بھی اللہ تعالیٰ کی مصلحت ہے ورنہ سال میں صرف ایک ہی مرتبہ لوگ عبادت کرتے۔

شب قدر میں چار رکعت نفل پڑھے، ہر رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد سورہ الھٰکم التکاثر ایک بار، سورۃ قُل ھُوَ اللہ تین بار پڑھے، خدائے تعالیٰ اس کے لیے سکراتِ موت آسان کرے گا، عذابِ قبر دُور فرمائے گا، اس کو نورانی محل عطا کرے گا۔ شب قدر میں سو رکعت پڑھے، ہر رکعت میں اِنا انزلنٰہ تین مرتبہ، سورۃ قُلْ ھُوَ اللہ دس مرتبہ پڑھے، اللہ تعالیٰ اس کو قصرِ جنّت عطا کرے گا۔

شب قدر میں قریب صبح صادق چار رکعت نفل پڑھے اور ہر رکعت میں سورہ قدر تین بار، سورۃ اخلاص پچاس مرتبہ، سجدے میں سُبحان اللہ اکتالیس مرتبہ کہے، اللہ تعالیٰ تمام کی حاجتیں پوری کرے گا اور دُعاء مقبول ہوگی۔

دو رکعت نفل نماز پڑھے، ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد سورۃ اخلاص سات مرتبہ پڑھے، اور بعد فراغت استغفار پڑھے، یہ شخص اور اس کے ماں باپ بخشے جائیں گے۔ حضرت عائشہ صدیقہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ اگر شب قدر مجھے نصیب ہو جائے تو میں کیا دعاء مانگوں، حضور نے فرمایا یہ دعاء کرو اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّیْ ۝ جو شخص شب قدر میں لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہ تین بار کہے گا اللہ تعالیٰ اس کو ہر ایک دفعہ کہنے کے عوض ایک ایک نعمت سے سرفراز کرے گا، اس کے گناہ بخش دے گا، دوزخ سے نجات دے گا، اس کو جنّت عطا کرے گا۔

حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ جو شخص شب قدر میں بعد نماز عشاء سورۂ قدر سات بار پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس کو ہر بلا سے محفوظ رکھے گا، اور فرشتے اس کے لیے دُعاء کریں گے۔
جو شخص بہ روز جمعہ سورۂ قدر ہزار مرتبہ پڑھے گا خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم کے دیدار سے ضرور مشرف ہوگا۔
۳۶ بار سورۂ قدر پڑھ کر پانی پر دَم کریں اور نئے لباس پر یہ پانی چھڑکیں، پھر یہ لباس پہن لیں، جب تک یہ لباس جسم پر رہے گا رزق میں وسعت رہے گی ـــ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شب قدر کو رمضان کے آخری دہے میں طاق راتوں میں تلاش کرو۔ شب معراج شب برات شب قدر کے تمام نمازیں نفل ہیں، پہلے فرض کی اہمیت ہے، فرض کے نہ پڑھنے سے گنہگار ہوتے ہیں، جس کسی صاحب کی اپنی زندگی میں فرض نمازیں چھُوٹ گئی ہوں وہ قضائے عمری پڑھے کیوں کہ فرض نمازوں کی پرسش ہوگی۔
قضائے عمری کا طریقہ: فجر کے دو۲ رکعت، فرض ظہر کے چار رکعت، فرض عصر کے چار رکعت، فرض مغرب کے تین رکعت فرض عشاء کے چار رکعت، وتر کے تین رکعت، اس طرح ایک دن کے نمازیں مکمل ہوگئیں۔ اس طرح جتنے دن کی نمازیں چھوٹیں پڑھیں اور اللہ تعالیٰ سے دعاء کریں، اللہ تعالیٰ معاف کرنے والا ہے۔

چند اہم مذہبی معلومات

شروع سے اب تک جملہ ۱۲۴۰۰۰ ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء آئے ہیں۔
ان میں تین سو تیرہ ۳۱۳ رسول ہوئے ہیں جن کو عربی میں رسول اور فارسی و اُردو میں پیغمبر کہتے ہیں، پیغمبروں پر صحیفۂ آسمانی جن کو آسمانی کتاب بھی کہتے ہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل کئے جاتے رہے جس میں شرع شریف کے مسائل اور قانون و قواعد جس قدر اس زمانہ کے لیے ضروری سمجھے گئے درج ہوا کرتے تھے اسی کے بموجب وہ مذہب اسلام کی اشاعت میں زندگی بسر کرتے رہے ان کے بعد انبیاء جو ان کے بعد پیدا ہوتے رہے اپنے پیش رو پیغمبر کی کتاب کے بموجب اور اپنے پیش رو پیغمبر کی پیروی میں تبلیغ اسلام کرتے رہے ہر پیغمبروں کے مراتب انبیاء سے بڑھے ہوئے ہیں اور ہر پیغمبر نبی ہوتے ہیں، اور یہ کوئی ضروری نہیں کہ ہر نبی پیغمبر بھی ہو۔

پیغمبروں پر آسمانی صحیفے اللہ تعالیٰ نے جو نازل فرمائے حسب ذیل ہیں،

صُحُفِ ابراہیمی — یکم رمضان کو نازل ہوئے۔
توراۃ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر — ۶ رمضان کو نازل ہوئی
زبور حضرت داود علیہ السلام پر — ۱۲ رمضان کو نازل ہوئی
انجیل حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر — ۲۱ رمضان کو نازل ہوئی
قرآن کریم حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم پر — ۲۷ رمضان کو نازل ہوا۔

حضرت آدم علیہ السلام سے حضور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم تک جتنے صاحب صحیفہ پیغمبر ہوئے ہیں ان کی بعثت کی مُدتوں میں فصل حسبِ ذیل ہے :

حضرت آدم علیہ السلام سے	حضرت نوح علیہ السلام کا زمانہ	۱۲۰۰ سال
حضرت نوح علیہ السلام سے	حضرت ابراہیم علیہ السلام کا زمانہ	۱۱۴۳ سال
حضرت ابراہیم علیہ السلام سے	حضرت موسیٰ علیہ السلام کا زمانہ	۵۷۵ سال
حضرت موسیٰ علیہ السلام سے	حضرت داود علیہ السلام کا زمانہ	۵۷۸ سال
حضرت داود علیہ السلام سے	حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا زمانہ	۱۰۵۳ سال
حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے	حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ	۶۰۰ سال
حضرت آدم علیہ السلام سے	حضرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ	۵۱۴۹ سال

یہ قرآن کریم اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کیا ہوا آخری اور مکمل قانون انسانیت ہے، اور پورے جہاں کے ہر ملک کے ہر طبقہ کے لوگوں کے لیے مشعلِ راہ اور قابلِ عمل ہے، قرآن کریم کے مختلف ۵۵ نام ہیں جو قرآن کریم ہی میں استعمال ہوئے ہیں۔

کس پیغمبر پر کتنی مرتبہ وحی نازل ہوئی؟

حضرت آدم علیہ السلام پر وحی نازل ہوئی	۱۲ مرتبہ
حضرت شیث علیہ السلام پر	۴ مرتبہ
حضرت ادریس علیہ السلام پر	۴ مرتبہ
حضرت نوح علیہ السلام پر	۵۰ مرتبہ

حضرت ابراہیم علیہ السلام پر	۴۲ مرتبہ
حضرت موسیٰ علیہ السلام پر	۱۰۴ مرتبہ
حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر	۱۰ مرتبہ
حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم پر	چوبیس ہزار مرتبہ

حضور پر پہلی وحی ۶۱۰ء میں نازل ہوئی، اور آخری وحی ۶۳۲ء میں، جملہ ۲۳ سال۔

غزوات نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات اقدس دُنیوی کے زمانہ میں جتنی اِسلامی جنگیں لڑی گیئں ان میں سے جن جنگوں میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بہ نفسِ نفیس شریک رہے ان کو "غزوہ" کہتے ہیں، اور جن جنگوں میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم خود شریک نہ ہوئے بلکہ کسی صحابی کی سرکردگی میں فوج بھیجی گئی اس کو "سریہ" کہتے ہیں۔ کس غزوہ میں کتنی فوج صحابہ کرام کی تھی وہ یہاں درج کردی گئی ہے:

جنگ بدر	۳۱۳
حُدیبیہ	۱۵۰۰
فتح مکّہ	۱۰,۰۰۰
جنگِ حُنین	۱۲,۰۰۰
حجۃ الوداع	۴۰,۰۰۰
غزوۂ تبوک	۷۰,۰۰۰
بوقت وفات مبارک صحابہ کرام کی تعداد	۱,۲۴,۰۰۰

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواجِ مطہراتؓ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پہلی شادی حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا بنتِ خویلد سے ہوئی۔ آپ کے بطن سے حضرت قاسمؓ حضور کے پہلے بیٹے تھے تقریباً ۲ سال زندہ رہے حضور نے انھیں کے نام کی نسبت سے اپنی کنیت ابوالقاسم رکھی تھی۔ حضرت عبداللہؓ، حضرت زینبؓ، حضرت رقیہؓ، حضرت کلثومؓ اور حضرت فاطمہؓ زہرا پیدا ہوئے۔ حضور کی تمام اولاد حضرت ابراہیمؓ کے سوا حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے پیدا ہوئی۔

حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ ۱۰ نبوی کو ۶۵ سال کی عمر میں انتقال فرما گئیں، سرکار کی خدمت میں ۲۵ سال رہیں۔

حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت زمعہ قبیلہ سے عقد ہوا، بوقت نکاح ۵۰ سال کی عمر تھی، ۱۹ھ ۷۲ سال کی عمر میں انتقال ہوا، چودہ سال سرکار کی خدمت میں رہیں۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا، آپ حضرت ابوبکر صدیقؓ کی صاحبزادی تھیں، ۱۰ نبوی میں عقد ہوا، ۱۷ رمضان ۵۸ھ میں وفات پائی، ازواجِ مطہرات میں صرف آپ ہی حضور کی کنواری بی بی تھیں۔

حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، ۳ھ میں جب کہ ۲۲ سال عمر تھی اور سرکار کی ۵۵ سال تھی آپ کا عقد ہوا۔ آپ حضرت عمر فاروقؓ کی صاحبزادی تھیں، ۵۹ سال کی عمر میں مدینہ میں انتقال فرمایا، سرکار کی خدمت میں ۸ سال رہیں۔

حضرت زینب امّ المساکین رضی اللہ عنہا بنت خذیمہ نجدی، یہ خاتون غزوہ احد کے بعد حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں آئیں لیکن ۳ ماہ بعد انتقال کر گئیں، وفات کے وقت

عمر ۲۰ سال تھی۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بنت ابو امیہ قبیلہ
میں جب کہ ۲۶ سال کی عمر تھی اور سرکار کی عمر ۵۶ سال تھی آپ کا نکاح ہوا، سرکار کی خدمت
میں ۷ سال رہیں ۶۲ھ میں ۸۰ سال کی عمر میں مدینہ منورہ میں وصال فرمایا۔

حضرت زینب بن جحش رضی اللہ عنہا ۵ھ میں ۳۵ سال کی عمر میں حضور سے نکاح ہوا یہ
حضور کی پھوپی زاد بہن تھیں ۵۳ سال کی عمر میں مدینہ میں وفات پائی۔

حضرت جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت حارث ۵ھ میں ۲۰ سال کی عمر میں جب کہ سرکار
کی عمر ۵۷ سال تھی آپ کا نکاح ہوا چھ سال خدمت میں رہیں۔ ۷۱ سال کی عمر میں ۵۶ھ میں
مدینہ شریف میں انتقال فرمائیں۔

حضرت اُمّ حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ ابو سفیان کی بیٹی تھیں ۶ھ میں ۳۶ سال کی عمر میں
حضور کے ساتھ نکاح ہوا چھ سال سرکار کی خدمت میں رہیں ۴۴ھ میں مدینہ میں انتقال ہوا
بوقتِ وفات آپ کی عمر شریف ۷۴ سال تھی۔

حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا بنت حی میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے نکاح ہوا
۴ سال سرکار کی خدمت میں رہیں۔ ۵۰ سال کی عمر میں مدینہ میں انتقال ہوا۔

حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا بنت الحریش نجدی ۳۶ سال کی عمر میں سرکار سے نکاح ہوا
۵۱ھ مکہ معظمہ میں انتقال ہوا بوقت وفات آپ کی عمر ۸۰ سال تھی۔

حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا یہ کنیز تھیں مصر سے آئی آپ کے بطن سے حضرت ابراہیم
رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے اور ۱۷ یا ۱۸ ماہ کی عمر پا کر وفات پا گئے۔

حضرت زینب: یہ حضور کی سب سے بڑی صاحبزادی ہیں ان کی شادی ان کے خالہ زاد بھائی

ابوالعاصؓ کے ساتھ ہوئی تھی لیکن آپ بہت کم زندہ رہیں ۸ھ میں انتقال ہوگیا۔

حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا: آپ کی شادی حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے ہوئی تھی بدر کی جنگ کے دن انتقال ہوگیا۔

حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا: حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کے انتقال کے بعد آپ حضرت عثمان غنیؓ کے عقد میں آئیں نکاح کے بعد صرف چھ سال زندہ رہیں ۹ھ میں انتقال ہوا۔

حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا: آپ کی سب سے چھوٹی صاحبزادی ہیں آپ کا نکاح حضرت علیؓ سے ۲ھ میں ہوا حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پانچ لڑکے، لڑکیاں ہیں۔

حضرت حسنؓ، حضرت محسنؓ، حضرت حسینؓ، ام کلثوم رضی اللہ عنہا، زینب رضی اللہ عنہا حضرت محسنؓ کا بچپن ہی میں انتقال ہوگیا تھا، باقی کی اولاد زندہ رہی حضور کی وفات کے ۶ ماہ بعد رمضان ۱۱ھ میں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا وصال ہوا۔

حضور سرورِ کائنات محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی حیات اقدس میں جملہ ۱۱ نکاح فرمائے جن میں سے دو ازواج مطہرات آپ کی حیات ہی میں وصال فرما گئیں، اور ۹ ازواج مطہرات بیک وقت آپ کے ساتھ رہیں۔ ان میں صرف ایک زوجہ مطہرہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کنواری تھیں۔

ان ازواج مطہرات سے یہ فائدہ ہوا کہ عورتوں کی جماعتوں میں اسلام کی اشاعت خوب ہوئی، اسلام کے مسائل شرعی کی تعلیم و تلقین عام ہوگئی دوسرا فائدہ یہ ہوا کہ یہ تمام ازواج مطہراتؓ نہایت معزز اور طاقتور قبیلوں کی تھیں ان سے رشتہ قائم ہونے سے تمام قبیلے نہ صرف اسلام کے دوست بن گئے بلکہ ہر موقعہ پر اسلام کے اعتماد بن گئے جس سے اسلام کو اطراف کی مخالفتوں کا خوف نہیں رہا بلکہ ان کے اشتراک سے اسلام میں تقویت پیدا ہوگئی۔

خلفائے راشدین

۱: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۲: حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۳: حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۴: حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

دَورِ خلافت: حضرت ابوبکر صدیقؓ دو سال تین ماہ نو یوم خلافت فرمائے، ۲۲ جمادی الثانی دوشنبہ ۱۳ھ میں وفات ہوئی، گنبد خضرا میں پہلوئے سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں آرام فرما ہیں۔

حضرت عمر فاروقؓ دس سال پانچ ماہ چار یوم خلافت فرمائے، آپ فجر کی نماز پڑھا رہے تھے کہ ابولؤلؤ فیروز مجوسی نے یکم محرم ۲۴ھ میں آپ کو خنجر سے شہید کردیا، آپکا مزارِ مُبارک سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت صدیق اکبرؓ کے پہلو میں ہے۔

حضرت عثمانؓ: آپ بارہ سال گیارہ ماہ خلافت فرمائے، ۱۸ ذی الحجہ ۳۵ھ میں آپ کو بحالت تلاوت قرآن کریم شہید کردیا گیا، آپ جنت البقیع میں آرام فرما ہیں۔

حضرت علیؓ: آپ چار سال نو ماہ خلافت فرماکر ۱۷ رمضان ۴۰ھ عبدالرحمٰن ابن ملجم کے ہاتھوں فجر کے وقت جامع کوفہ میں داخل ہوتے وقت شہید ہوئے، اور کوفہ کے قریب نجفِ اشرف میں مدفون ہیں۔

حضرت امام حسنؓ آپ چھ ماہ خلافت فرمائے، ۴۱ھ میں مسلمانوں کے قتل وخون کے تحفظ کی خاطر آپ نے حضرت معاویہؓ کے حق میں دست برداری اختیار کرلی تھی، ۴۹ھ میں ایک بڑی سازش کے ذریعہ زہر پلا دینے سے شہید ہوتے مدینہ منورہ میں آرام فرما ہیں۔ اس طرح کُل مدت خلافت چھ یوم کم تیس سال تھی (یعنی تقریباً ۳۰ سال)۔

عَشَرہ مُبَشَّرہ رضی اللہ عنہم

عَشرہ مُبشرہ سے مُراد وہ دس صحابہ رضی اللہ عنہ ہیں جن کو حضور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی حیات ہی میں جنت کی بشارت دی ہے ان کے نام حسبِ ذیل ہیں:

١: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ   ٢: حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ
٣: حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ   ۴: حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ
۵: حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ   ٦: حضرت طلحہ بن عبید رضی اللہ عنہ
٧: حضرت زُبیر بن العوام رضی اللہ عنہ   ٨: حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ
٩: حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ   ١٠: حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ

صحابی کی تعریف: صحابہ رضی اللہ عنہم ان حضرات کو کہا جاتا ہے جو حضور کو ایمان کی حالت میں دیکھے ہوں، اور ان کا خاتمہ بھی ایمان پر ہوا ہو۔

تابعین وہ حضرات ہیں جنھوں نے کسی صحابی کو ایمان کی حالت میں دیکھا۔

تبعِ تابعین وہ حضرات ہیں جنھوں نے کسی تابعی کو ایمان کی حالت میں دیکھا۔

انبیاء علیہم السلام کے سوا جن بزرگانِ دین کو اللہ تعالیٰ کا قُرب حاصل ہوتا ہے وہ "اولیائُ اللہ" کہلاتے ہیں، جو خوارقِ عادات ان سے صادر ہوتے ہیں "کرامات" کہلاتے ہیں جیسا کہ انبیاء کے خوارقِ عادات "معجزات" کہلاتے ہیں۔ ایمان کے بغیر کُفر کے باوجود بھی خوارقِ عادات جوگیوں وغیرہ سے جو صادر ہوتے "استدراج" کہلاتے ہیں۔

ماں باپ کا ادب

اللہ اور اس کے بعد ماں باپ کی اطاعت ضروری ہے قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تمہارے ماں باپ بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو ان کو اف تک نہ کہو اور نہ جھڑکی دو۔

اگر کوئی شخص نفل نماز پڑھ رہا ہے اور اس کے ماں باپ اس کو بلائیں تو وہ اپنے ماں باپ کو نماز توڑ کر جواب دے۔ پھر نماز قضاء کر لے۔

ماں باپ کے تعلق سے اللہ اور اس کے رسول کے کتنے سخت احکام ہیں اس کے بعد بھی آپ اپنے ماں باپ کی اطاعت نہ کرو گے تو جنت سے محروم رہو گے ماں کے قدموں کے نیچے جنت ہے۔ ماں نو مہینے تک پیٹ میں رکھتی ہے پیدا ہونے کے بعد خدمت کرتی ہے طبیعت تھوڑی بھی خراب ہو جاتی ہے تو رات بھر اپنی میٹھی نیند کو خراب کر کے آپ کو سنبھالتی ہے ذرا بھی بے چین ہو جائیں تو وہ بھی پریشان ہو جاتی ہے باپ آپ کو خون پسینہ ایک کر کے کما کر لاتا ہے پہلے خود نہیں کھاتا آپ کو کھلاتا ہے، خود نہیں پہنتا آپ کو پہناتا ہے، آپ کی ہر ضرورت کو پورا کرتا ہے مدرسہ بھیجتا ہے، آپ کو پڑھا لکھا کر قابل بنانے کی کوشش کرتا ہے، آپ جب بڑے ہوتے ہیں تو اکثر بچوں کو اپنے ماں باپ کی خدمت کا احساس نہیں ہوتا یہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی کا واقعہ لکھنا ضروری سمجھتا ہوں جن کا نام حضرت علقمہؓ تھا وہ پابند صوم وصلوٰۃ تھے ہر ایک کے ساتھ ان کا اچھا سلوک تھا جب ان کا آخری وقت آیا تو زبان سے کلمہ تک نہ نکلا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا تو آپ نے فرمایا ان کے حالات کو دریافت کرو، سب ہی نے علقمہؓ کے بارے میں اچھا کہا، آخر کار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علقمہؓ کی والدہ کو بلایا اور کہا کہ تمہارے ساتھ ان کا سلوک کیسا ہے؟ بڑھیا نے فوری رونا شروع کر دیا اور کہا کہ یہ سب کے ساتھ ٹھیک

رہتا تھا مگر میرے ساتھ اس کا سلوک ایک مرتبہ ٹھیک نہیں رہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم ان کو معاف کر دو، بڑھیا نے کہا اتنی تکلیف کے بعد کیسے معاف کروں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا لکڑیاں اور لاؤ صحابہؓ نے فوری لکڑیاں جمع کیں۔ آپ نے فرمایا کہ آگ لگا کر علقمہؓ کو اس آگ میں ڈال دو، بڑھیا آخر علقمہؓ کی ماں تھی، ماں کی ممتا تڑپ اُٹھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے انھوں نے دریافت کیا کہ کیا میرے بچے کو میرے سامنے آگ میں ڈالو گے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں جب تک تم معاف نہ کرو گی، آخرت میں اس سے بھی زیادہ سزا ملے گی، میں چاہتا ہوں کہ دنیا ہی میں اس کو سزا مل جائے، بڑھیا نے فوری علقمہؓ کو معاف کر دیا اور ادھر ان کی زبان سے کلمہ طیّبہ نکلا، اس کے بعد آپ کا انتقال ہو گیا۔ جو اپنے ماں باپ کو تکلیف دیتے ہیں ان کی زبان سے آخری وقت کلمہ بھی نہیں نکل پاتا۔ آج سے ہم یہ عہد کریں کہ آئندہ سے اپنے ماں باپ کو کسی قسم کی تکلیف ہونے نہیں دیں گے، اور ان کی خدمت دل و جان سے کریں گے اللہ و رسول کو راضی رکھیں گے، اور ماں باپ کی دُعائیں لیں گے۔

اُستاد کا ادب

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ باپ تین ہوتے ہیں ایک وہ جس نے تم کو جنا دوسرا باپ اُستاد، تیسرا باپ جس نے تم کو بیٹی دی یعنی اُستاد کا مقام تو باپ کے مقام سے بھی اونچا ہوتا ہے، استاد تم کو پڑھنا لکھنا سکھاتا ہے، تم کو آداب سے آراستہ کرتا ہے، تم کو تہذیب و تمدن، اخلاق اور کردار کا ایک مجسمہ بناتا ہے، جب تک تم اپنے استاد کی فرمابرداری نہ کرو گے اس وقت تک تم کو علم نہیں آسکتا، اُستاد جو بھی باتیں بتائے غور سے سُنو اور ان پر عمل کیا کرو۔

○ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے :

○ اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ

ترجمہ : تمام کاموں کا دارومدار نیت پر ہے۔ (بخاری)

○ بَلِّغُوْا عَنِّيْ وَلَوْ كَانَ اٰيَةً

ترجمہ : اگر میری ایک بات بھی تم کو معلوم ہو تو اس بات کو دوسروں تک پہنچا دو ۔ (بخاری)

○ طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيْضَةٌ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ وَّمُسْلِمَةٍ

ترجمہ : علم کا سیکھنا ہر مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہے۔ (ابن ماجہ)

○ وَقِّرُوْا مَنْ تَتَعَلَّمُوْنَ مِنْهُ الْعِلْمَ

ترجمہ : اپنے استاد کی جن سے تم علم سیکھتے ہو عزت کرو۔ (بیہقی)

○ اَلطُّهُوْرُ شَطْرُ الْاِيْمَانِ

ترجمہ : پاکی یعنی طہارت سے رہنا آدھا ایمان ہے۔ (مشکوٰۃ)

○ اِذَا جَآءَكُمُ الزَّائِرُ فَاَكْرِمُوْهُ

ترجمہ : جب کوئی شخص تم سے ملنے کے لیے آئے تو تم اس کی عزت کرو (دیلمی)

○ اَلسَّلَامُ قَبْلَ الْكَلَامِ

ترجمہ : بات کرنے سے پہلے سلام کرنا چاہیے۔ (ترمذی)

○ اِنَّ اَوْلَى النَّاسِ مَنْ بَدَأَهُمْ بِالسَّلَامِ

ترجمہ: بے شک اچھا آدمی وہ ہے جو سلام کرنے میں پہل کرے۔ (ابوداؤد)

○ تَصَافَحُوْا يُذْهِبِ الْغِلَّ مِنْ قُلُوْبِكُمْ

ترجمہ: مصافحہ کیا کرو، یہ مصافحہ تمہارے دلوں سے بغض و کینہ دور کردے گا۔ (دیلمی)

○ لَيْسَ مِنَّا مَنْ لَّمْ يُوَقِّرْ كَبِيْرَنَا

ترجمہ: جو اپنے بڑوں کی عزت نہ کرے وہ ہم میں سے نہیں ہے (ترمذی)

○ رِضَى الرَّبِّ فِىْ رِضَى الْوَالِدِ

ترجمہ: باپ کی خوشی میں اللہ تعالیٰ کی خوشی ہے۔ (ترمذی)

○ اِتَّقُوْا اللّٰهَ وَصِلُوْا اَرْحَامَكُمْ

ترجمہ: اللہ سے ڈرو اور اپنے قرابت داروں سے اچھا سلوک کرو۔ (ابن حبان)

○ اَلْمُسْلِمُ اَخُو الْمُسْلِمِ

ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے۔ (مسلم)

○ لَا دِيْنَ لِمَنْ لَّا عَهْدَ لَهُ

ترجمہ: جس میں وعدہ کی پابندی نہیں اس میں دین نہیں۔

○ اَلْمَرْاَةُ عَوْرَةٌ مَّسْتُوْرَةٌ فَاِذَا خَرَجَتْ اِسْتَشْرَفَهَا الشَّيْطَانُ

ترجمہ: عورت چھپانے اور در پردہ رہنے کی چیز ہے، جب وہ گھر سے باہر جاتی ہے تو شیطان اسکو تاکنے لگتا ہے۔ (ترمذی)

○ رُبَّ كَاسِيَةٍ فِى الدُّنْيَا عَارِيَةٌ فِى الْقِيٰمَةِ

ترجمہ: بہت سی عورتیں جو دنیا میں پوشاک پہنی ہوئی ہیں قیامت میں ننگی ہونگی۔

○ اَلصَّلٰوۃُ عِمَادُ الدِّیْنِ

ترجمہ: نماز دین کا ستون ہے۔ (طبرانی)

○ اَفْضَلُ الْعِبَادَۃِ قِرَاءَۃُ الْقُرْاٰنِ

ترجمہ: قرآن مجید کی تلاوت کرنا بہترین عبادت ہے۔ (بخاری)

○ سوتے وقت کی دُعا:

اَللّٰھُمَّ بِاسْمِكَ اَمُوْتُ وَاَحْيٰ

اے اللہ! میں تیرے ہی نام پر مروں گا اور زندہ رہوں گا۔

○ نیند سے بیدار ہوتے ہی پڑھنے کی دُعا:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اَحْيَانَا بَعْدَ مَآ اَمَاتَنَا وَاِلَيْهِ النُّشُوْرُ

تمام تعریف اللہ تعالیٰ کے لیے ہے جس نے ہمیں زندہ کیا بعد مرنے کے اور اسی کی طرف اُٹھ کر جانا ہے۔

○ مسجد میں داخل ہوتے وقت پڑھیے:

اَللّٰھُمَّ افْتَحْ لِيْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ

اے اللہ! میرے لیے رحمت کے دروازے کھول دے۔

○ مسجد سے باہر نکلتے وقت یہ دُعا پڑھیے:

اَللّٰھُمَّ اِنِّيْٓ اَسْئَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ وَرَحْمَتِكَ

اے اللہ! میں تجھ سے تیرے فضل اور رحمت کا سوال کرتا ہوں۔

○ گھر میں داخل ہوں تو یہ دُعا پڑھیے :

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْاَلُکَ خَیْرَ الْمَوْلَجِ وَخَیْرَ الْمَخْرَجِ بِسْمِ اللّٰہِ وَلَجْنَا بِسْمِ اللّٰہِ خَرَجْنَا وَعَلَی اللّٰہِ رَبِّنَا تَوَکَّلْنَا۔

ترجمہ : اے اللہ ! میں تجھ سے اچھا داخل ہونا اور اچھا باہر جانا مانگتا ہوں ۔ ہم اللہ کا نام لے کر داخل ہوے اور اللہ تعالیٰ کا نام لے کر نکلے اور ہم نے اللہ پر بھروسہ کیا جو ہمارا رب ہے۔

○ گھر سے نکلیں تو یہ دُعا پڑھیے :

بِسْمِ اللّٰہِ تَوَکَّلْتُ عَلَی اللّٰہِ لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ۔ (ترمذی)

ترجمہ : مَیں اللہ کا نام لے کر ـــــــ اللہ پر بھروسہ کیا حول و قوت یعنی گناہوں سے بچانا اور نیکیوں کی قوت دینا اللہ ہی کی طرف سے ہے ۔

○ چھینکنے پر پڑھیے : اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ (تمام تعریف اللہ کے لیے ہے ۔)

سُننے والا : یَرْحَمُکَ اللّٰہُ (خدا تجھ پر رحم فرمائے ۔)

○ چھینکنے والا پھر یہ دُعا پڑھے : یَھْدِیْکُمُ اللّٰہُ وَیُصْلِحُ بَالَکُمْ۔ (بخاری)

ترجمہ : تمہیں ہدایت بخشے اللہ اور تمہاری حالت دُرست کر دے ۔

○ ترقی علم کی دُعا : اَللّٰھُمَّ انْفَعْنِیْ بِمَا عَلَّمْتَنِیْ وَعَلِّمْنِیْ مَا یَنْفَعُنِیْ وَزِدْنِیْ عِلْمًا

ترجمہ : اے میرے اللہ فائدہ پہنچا مجھے اس چیز سے جو سکھایا تو نے مجھے اور مجھے وہ بات سکھا جو مجھے نفع دے اور میرے علم میں ترقی دے ۔ (ترمذی)

○ کھانا شروع کرے تو یہ دُعا پڑھے : بِسْمِ اللّٰہِ وَعَلٰی بَرَکَۃِ اللّٰہِ۔

ترجمہ : مَیں نے اللہ کے نام سے اور اللہ کی برکت پر کھانا شروع کیا ۔

○ کھانا شروع کرنے سے پہلے یا کسی کام کی ابتدا سے پہلے بِسْمِ اللّٰہِ بھول گئے ہوں تو، یاد آنے پر یہ دُعا پڑھیں : بِسْمِ اللّٰہِ اَوَّلَہٗ وَاٰخِرَہٗ (ترمذی) مَیں نے اس کے اوّل و آخر میں اللہ کا نام لیا۔

جب کھانا کھا چکیں تو یہ دُعا پڑھیے :

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَجَعَلَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ.

ترجمہ : سب تعریف اللہ کے لیے ہے جس نے ہمیں کھلایا پلایا اور مُسلمان بنایا۔

دُودھ پی کر یہ دُعا پڑھیں :

اَللّٰھُمَّ بَارِكْ لَنَا فِیْہِ وَ زِدْنَا مِنْہُ

ترجمہ : اے اللہ تو اس میں ہمیں برکت دے اور ہم کو اور زیادہ دے ۔ (ترمذی)

نیا کپڑا پہننے کی دُعا :

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ کَسَانِیْ مَا اُوَارِیْ بِہٖ عَوْرَتِیْ وَ اَتَجَمَّلُ بِہٖ

فِیْ حَیَاتِیْ. (ترجمہ) سب تعریف اللہ ہی کے لیے ہے جس نے مجھے کپڑا پہنایا جس سے میں اپنی شرم

کی چیز چھپاتا ہوں اور اپنی زندگی میں اس کے ذریعہ خوبصورتی حاصل کرتا ہوں ۔

آئینے میں صورت دیکھ کر پڑھیے :

اَللّٰھُمَّ اَنْتَ اَحْسَنْتَ خَلْقِیْ فَحَسِّنْ خُلُقِیْ.

ترجمہ : اے اللہ ! جیسے تُو نے میری صورت اچھی بنائی میرے اخلاق بھی اچھے کر دے ۔

نیا چاند دیکھے تو یہ دُعا پڑھیے :

اَللّٰھُمَّ اَھِلَّہٗ عَلَیْنَا (ترجمہ) اے اللہ! اس چاند کو ہمارے لیے بہتر بنا ۔

جب کپڑا اُتاریں تو بِسْمِ اللّٰہ کہہ کر اُتاریے کیونکہ بسم اللہ کی وجہ سے شیطان اس کی شرمگاہ کی

طرف نہ دیکھ سکے گا ۔ (حصن حصین)

نوٹ : اذان کی دُعا، بیت الخلا کی دُعا، نماز کی دُعا، میت کے لیے دُعا وغیرہ، اسی کتاب میں اذان

کے بیان، اِستنجا کے بیان، نماز کے بیان اور میت کے مسائل کے علاوہ دوسرے بیانات میں درج ہیں ۔

ایک بار سورۂ فاتحہ، ایک بار آیۃ الکرسی، تین بار سورۂ اخلاص، ایک بار درود شریف پڑھ کر ایصالِ ثواب کریں۔

ختمِ قرآن کا طریقہ

——— اس میں جو سورتیں اور آیات ہیں وہ بعد ختمِ قرآن مجید پڑھی جاتی ہیں۔ مذکورہ طریقہ رائج ہے جو باعثِ خیر و برکت ہے۔

دعاءِ ختمِ قرآن مجید

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

لَا یَسْتَوِیْٓ اَصْحٰبُ النَّارِ وَ اَصْحٰبُ الْجَنَّۃِ ؕ اَصْحٰبُ الْجَنَّۃِ ھُمُ الْفَآئِزُوْنَ ۝ لَوْ اَنْزَلْنَا ھٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰی جَبَلٍ لَّرَاَیْتَہٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْیَۃِ اللّٰہِ ؕ وَتِلْکَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُھَا لِلنَّاسِ لَعَلَّھُمْ یَتَفَکَّرُوْنَ ۝ ھُوَ اللّٰہُ الَّذِیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ ۚ عَالِمُ الْغَیْبِ وَالشَّھَادَۃِ ھُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ ھُوَ اللّٰہُ الَّذِیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ ۚ اَلْمَلِکُ الْقُدُّوْسُ السَّلَامُ الْمُؤْمِنُ الْمُھَیْمِنُ الْعَزِیْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَکَبِّرُ ؕ سُبْحٰنَ اللّٰہِ عَمَّا یُشْرِکُوْنَ ۝ ھُوَ اللّٰہُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَہُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰی یُسَبِّحُ لَہٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَھُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ ۝

سب مل کر تین بار قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ پڑھنے کی فقہاء نے اجازت دی ہے۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ ۝ اَلرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۝ مٰلِکِ یَوۡمِ الدِّیۡنِ ۝ اِیَّاکَ نَعۡبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ ۝ اِہۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ ۝ صِرَاطَ الَّذِیۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَیۡہِمۡ ۝ غَیۡرِ الۡمَغۡضُوۡبِ عَلَیۡہِمۡ وَ لَا الضَّآلِّیۡنَ ۝ (آمین ـــ)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

الٓمّٓ ۝ ذٰلِکَ الۡکِتٰبُ لَا رَیۡبَ فِیۡہِ ہُدًی لِّلۡمُتَّقِیۡنَ ۝ الَّذِیۡنَ یُؤۡمِنُوۡنَ بِالۡغَیۡبِ وَ یُقِیۡمُوۡنَ الصَّلٰوۃَ وَ مِمَّا رَزَقۡنٰہُمۡ یُنۡفِقُوۡنَ ۝ وَالَّذِیۡنَ یُؤۡمِنُوۡنَ بِمَاۤ اُنۡزِلَ اِلَیۡکَ وَمَاۤ اُنۡزِلَ مِنۡ قَبۡلِکَ وَ بِالۡاٰخِرَۃِ ہُمۡ یُوۡقِنُوۡنَ ۝ اُولٰٓئِکَ عَلٰی ہُدًی مِّنۡ رَّبِّہِمۡ وَ اُولٰٓئِکَ ہُمُ الۡمُفۡلِحُوۡنَ ۝ وَ اِلٰـہُکُمۡ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ ۝ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا ہُوَ الرَّحۡمٰنُ الرَّحِیۡمُ ۝ اَللّٰہُ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا ہُوَ الۡحَیُّ الۡقَیُّوۡمُ لَا تَاۡخُذُہٗ سِنَۃٌ وَّ لَا نَوۡمٌ لَہٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الۡاَرۡضِ ۝ مَنۡ ذَا الَّذِیۡ یَشۡفَعُ عِنۡدَہٗۤ اِلَّا بِاِذۡنِہٖ یَعۡلَمُ مَا بَیۡنَ اَیۡدِیۡہِمۡ وَمَا خَلۡفَہُمۡ ۝ وَلَا یُحِیۡطُوۡنَ بِشَیۡءٍ مِّنۡ عِلۡمِہٖۤ اِلَّا بِمَا شَآءَ وَسِعَ کُرۡسِیُّہُ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضَ ۝ وَلَا یَـُٔوۡدُہٗ حِفۡظُہُمَا ۝ وَ ہُوَ الۡعَلِیُّ الۡعَظِیۡمُ ۝

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

لِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الۡاَرۡضِ ۝ وَ اِنۡ تُبۡدُوۡا مَا فِیۡۤ اَنۡفُسِکُمۡ اَوۡ تُخۡفُوۡہُ یُحَاسِبۡکُمۡ بِہِ اللّٰہُ فَیَغۡفِرُ لِمَنۡ یَّشَآءُ وَ یُعَذِّبُ مَنۡ یَّشَآءُ وَاللّٰہُ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرٌ ۝ اٰمَنَ الرَّسُوۡلُ بِمَاۤ اُنۡزِلَ اِلَیۡہِ مِنۡ رَّبِّہٖ وَ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ ۝ کُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰہِ وَ مَلٰٓئِکَتِہٖ وَ کُتُبِہٖ وَ رُسُلِہٖ ۝ لَا نُفَرِّقُ بَیۡنَ اَحَدٍ مِّنۡ رُّسُلِہٖ وَ قَالُوۡا سَمِعۡنَا وَ اَطَعۡنَا غُفۡرَانَکَ رَبَّنَا وَ اِلَیۡکَ

الْمَصِيْرُ۝ لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ۝ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ ۝ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا اِنْ نَّسِيْنَا اَوْ اَخْطَأْنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَا اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِنَا ۝ رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ ۚ وَاعْفُ عَنَّا وقف وَاغْفِرْ لَنَا وقف وَارْحَمْنَا وقف اَنْتَ مَوْلٰنَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ۝

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَاُولُوا الْعِلْمِ قَآئِمًا بِالْقِسْطِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝ اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ وَتَمَّتْ كَلِمَةُ رَبِّكَ صِدْقًا وَّعَدْلًا لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِهٖ ۝ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝ اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِيْنَ ۝ لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِيَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ دَعْوٰهُمْ فِيْهَا سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ وَتَحِيَّتُهُمْ فِيْهَا سَلٰمٌ وَاٰخِرُ دَعْوٰهُمْ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ۝ مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ۝ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ۝ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ۝ سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ۝ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ۝ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝

ولادت باسعادت
رحمۃ للعالمین محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم

آقائے کونین حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت بمقام مکہ معظمہ ۱۲ ربیع الاول روز دوشنبہ صبح صادق ۵۷۱ء ہوئی۔ آپؐ کے والد کا نام حضرت عبداللہ بن عبدالمطلب اور آپؐ کی والدہ کا نام بی بی آمنہ بنت وہب ہے۔

حضرت عبداللہ بغرض تجارت شام تشریف لے گئے تھے کہ واپسی کے وقت مدینہ طیبہ میں سخت علیل ہو گئے اور وہیں انتقال فرما گئے آپ کا مزار شریف مدینہ منورہ میں موجود ہے فخر دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم شکم مادرِ گرامی میں اس وقت دو ماہ کے تھے حضرت عبداللہ نے ترکہ میں کچھ اونٹ کچھ بکریاں اور ایک لونڈی اُم ایمن چھوڑی تھی۔ آپؐ کی ولادت سے سات دن تک آپؐ کی والدہ حضرت آمنہؓ دودھ پلاتی رہیں اس کے بعد حضرت ثوبیہ اور ان کے بعد آپؐ کو حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا جو قبیلہ ہوازن سے تھیں نے دودھ پلایا اور ۵۷۱ء سے ۵۷۶ء تک آپؐ کی پرورش فرمائی چھ سال کے بعد آپؐ کو آپؐ کی والدہ کے حوالے کر دیا ۵۷۷ء میں آپؐ اپنی والدہ اور امّ ایمن کے ساتھ مدینہ کا سفر فرمایا مدینہ سے واپسی میں آپؐ کی والدہ کا انتقال ابوا کے مقام پر ہو گیا اور وہیں دفن ہوئیں۔ والدہ کے انتقال کے بعد آپؐ کے دادا عبدالمطلب نے اپنے پوتے کی بیٹوں سے زیادہ شفقت و محبت کے ساتھ پرورش کرتے رہے۔ ابھی حضرت بی بی آمنہ کی وفات کو سال بھر نہ ہوا تھا کہ دادا عبدالمطلب کو بھی پیام اجل آ پہنچا۔ حضرت عبدالمطلب نے اپنے لڑکے ابوطالب (حضرت علیؓ کے والد) کے ہاتھ میں حضور کا ہاتھ دیتے ہوئے کہا دیکھو محمدؐ کا خیال حد سے زیادہ رکھنا یہ یتیم بھی ہے اور یسیر بھی تمہیں معلوم ہے کہ میں اسے اولاد سے زیادہ عزیز رکھتا تھا مجھے یقین

ہے کہ تم بھی اولاد کے برابر سمجھو گے یاد رکھو انھیں ذرّہ برابر بھی تکلیف ہوئی تو میری روح کو تکلیف ہو گی۔ آپؐ کے دادا عبدالمطلب کے انتقال کے بعد آپؐ اپنے چچا ابو طالب کے زیرِ پرورش رہے ۵۸۳ء میں چچا ابو طالب کے ساتھ بغرض تجارت شام کا سفر فرمایا شہر بصرہ میں مشہور عیسائی راہب بحیرہ نے آپ کو دیکھ کر آسمانی کتب کی پیش گوئیوں کے لحاظ سے جس کے وہ عالم تھے پہچان لیا کہ آپؐ خُدا کے آخری نبی ہونے والے ہیں حضورؐ کو دیکھ کر ابو طالب سے کہا مجھے اس صاحبزادے میں آثارِ نبوّت نظر آرہے ہیں یہودی اور عیسائی ان کے دشمن ہیں اس لیے آپؐ ان کو آگے لے کر نہ جائیں بحیرہ راہب کے مشورہ کے مطابق ابوطالب نے اپنا سامانِ تجارت فروخت کر کے اور حضورؐ کو ساتھ لے کر مکہ معظمہ واپس آ گئے۔ ۵۹۱ء تا ۶۰۴ء آپؐ نے اس مُدت میں یکے بعد دیگرے ملک شام بصرہ یمن وغیرہ کا سفر فرمایا اسی زمانے میں قوم نے آپؐ کی دیانت اور صداقت سے متاثر ہو کر آپؐ کو صادق اور امین کے القاب دیئے۔

۵۹۴ء میں آپؐ نے حضرت خدیجہؓ بنت خویلد قبیلہ اسد کا تجارتی مال لے کر بصرہ کا سفر فرمایا اور ۵۹۵ء میں حضرت خدیجہؓ سے عقد فرمایا عقد کے وقت حضورؐ کی عمر شریف ۲۵ سال اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہٗ کی عمر شریف ۴۰ سال تھی عورتوں میں سب سے پہلے حضرت خدیجہؓ اسلام لائیں، ۶۰۵ء میں کعبہ کی از سرِ نو تعمیر ہوئی آپؐ نے جھگڑے کو ختم کرنے کے لیے اپنے مُبارک ہاتھوں سے حجرِ اسود کو نصب فرمایا ۶۰۷ء سے ۶۰۹ تک کی مُدت میں آپؐ غارِ حرا میں خُدا کی یاد میں مشغول رہے ۶۰۹ء سے سچے خوابوں کا ظہور ہونے لگا جو خواب آپؐ دیکھتے دن کو وہی واقعہ پیش آتا جب آپؐ کی عمر ۴۰ برس کو پہنچ گئی اور آپؐ کا استغراق حدِ کمال کو پہنچ گیا تو اسی غارِ حرا میں حضرت جبرئیل علیہ السلام کے ذریعہ وحی نازل ہوئی۔ اس غیر معمولی واقعہ سے آپؐ بہت ہیبت زدہ ہوئے اس وقت آپؐ کی بیوی حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہ نے آپؐ کو بڑی تسلی دی۔

اس پہلی وحی کے ذریعہ اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ ۝ کی ابتدائی آیات کا نزول
ہوا مکہ معظمہ میں دارارقم دینی تعلیم کا سب سے پہلے مرکز بنا تین سال تک لوگوں کو خفیہ طور پر اسلامی
تعلیم دی گئی اہلِ مکہ کو اس کا علم نہ تھا اس عرصہ میں تقریباً ۳۹ یا ۴۰ افراد داخلِ اسلام ہوئے
کفارِ مکہ نے اہلِ اسلام پر صدہا قسم کے مظالم کیے حتیٰ کہ ۷ نبوی سے ۱۰ نبوی تک شعب ابوطالب
میں تین سال تک آپؐ کو نظر بند کر دیا گیا آپؐ کے ساتھ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہ اور آپؐ کا
پورا خاندان شریک تھا ان حضرات نے پتے کھا کر اپنی زندگی بسر کی اور کسی کو کوئی ایک آدھ چمڑا
مل جاتا تو اس کو بھون کر کھاتے چھوٹے بچے بعض وقت پانی کی پیاس کی وجہ سے بلبلاتے روتے
تھے آپؐ کی جماعت پر ہمہ اقسام کے مظالم ڈھائے گئے اور بڑی سے بڑی تکلیف دی گئی ۶۱۹ء
میں شعب ابوطالب سے رہائی ہوئی اس کے بعد آپؐ نے طائف کا سفر فرمایا۔ وہاں کے لوگوں
نے بھی آپؐ پر بے انتہا مظالم ڈھاتے دعوت حق میں جسم اطہر کو لہولہان کر دیا گیا جس کی وجہ
سے آپؐ کا چلنا پھرنا مشکل ہو گیا آپؐ کبھی تھک کر کہیں بیٹھ جاتے تو آپؐ کو کھڑا کر دیا جاتا پھر
پتھر مارنا شروع کر دیتے گالیاں دیتے قہقہے لگاتے حضورؐ نے وہاں سے روانہ ہو کر عتبہ بن ربیعہ
کے باغ میں پناہ لی ۲۷ رجب دوشنبہ ۱۱ نبوی میں آپؐ کو معراج ہوئی جہاں باری تعالیٰ
سے پانچوں وقت کی نمازیں فرض ہوئیں اس کے بعد حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی
پھر کچھ عرصہ بعد ابوطالب کا بھی انتقال ہو گیا۔

حضورؐ کے ساتھ حضرت عائشہ صدیقہؓ بنتِ حضرت ابوبکر صدیقؓ کا نکاح ہوا لیکن
کم سنی کی وجہ سے رخصتی نہیں ہوئی، حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سودہؓ سے نکاح
فرمایا، طائف کے سفر کے بعد حج کے زمانہ میں مدینہ کے قبیلہ خزرج کے چھ افراد نے مقام عقبہ
میں اسلام قبول کیا ۶۲۰ء میں بمقام عقبہ دوسرے حج کے زمانہ میں مدینہ کے بارہ افراد نے آپؐ

کے دستِ مُبارک پر بیعت کی حضرت مصعب بن عمیرؓ کو معلم بنا کر ان کے ساتھ مدینہ روانہ کر دیا گیا مسلمانوں پر جب قریش کے مظالم حد سے بڑھنے لگے نہ ان کی جان محفوظ رہی نہ مال نماز پڑھنا قرآن پڑھنا اور احکامِ خداوندی کی علانیہ پیروی کرنا دشوار ہو گیا تو حضورؐ نے چند صحابہ کو حبش کی جانب ہجرت کر جانے کی اجازت دی۔ اس تعمیلِ حکم میں مسلمانوں کا ایک قافلہ حبش کی طرف روانہ ہوا قریش کو کب گوارا تھا کہ مسلمان کسی بھی جگہ آرام کی زندگی بسر کر سکیں چنانچہ قریش کے آدمی فوراً تعاقب کے لیے روانہ ہوئے مگر مہاجرین کا یہ قافلہ کشتیوں میں سوار ہو کر روانہ ہو چکا تھا رفتہ رفتہ اور مسلمان بھی پہنچ گئے۔ کفّار قریش قیمتی تحائف لے کر دربار نجاشی میں پہنچے اور عرض کیا کہ ہمارے چند نالائق غلام یہاں بھاگ آئے ہیں انھیں واپس کر دیجئے نجاشی نے مسلمانوں کو بُلا کر حالات دریافت کئے حضرت جعفر طیارؓ نے نجاشی کے سامنے ایک مفصل تقریر کی سورہ مریم کی چند آیات سنائیں نجاشی کی آنکھوں سے کلامِ الٰہی سُنتے ہی آنسو جاری ہو گئے اور مسلمانوں کو واپس بھیجنے سے انکار کر دیا۔ کچھ دن بعد یہ غلط خبر مشہور ہو گئی کہ مکّہ کے تمام کفّار مُسلمان ہو گئے یہ سُن کر اکثر اصحاب مکّہ روانہ ہو گئے۔ شہر کے قریب پہنچ کر معلوم ہوا کہ یہ خبر غلط ہے بعض مسلمان واپس حبش چلے گئے بعض چھُپ چھُپ کر مکّہ میں آ گئے کفّارِ قریش نے مسلمانوں کو زیادہ اذیتیں دینا شروع کر دیں جس کے باعث مسلمان دوبارہ ہجرت پر مجبور ہو گئے۔ کفّارِ مکّہ نے جب یہ دیکھا کہ سختی سے کام نہیں چلتا تو انھوں نے سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو جاہ و دولت کا لالچ دے کر حق سے ہٹانا چاہا اور عتبہ بن ربیعہ رئیسِ قریش کو پورے اختیارات دے کر خاص ہدایت کے ساتھ بارگاہِ نبوتؐ میں بھیجا آپؐ سے عرض کیا گیا۔ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اگر تم اپنی نئی تعلیم بند کر دو اور ہمارے بُتوں کو بُرا نہ کہو تو ہم تمہارے پاس اس قدر مال جمع کر دیں گے کہ ہم میں سے کسی کے پاس نہ ہو گا اگر تم عورتوں کے متمنی ہو تو حسین سے حسین عورت تمہارے

لیے فراہم کر دیں گے اور اگر حکومت اور بادشاہت کے خواہش مند ہو تو ہم سب تمہیں اپنا بادشاہ بنائیں گے اور آپ کی اطاعت کریں گے حضورؐ اس جال میں کب پھنسنے والے تھے آپؐ نے کہا میں مال وزر کا خواہش مند ہوں نہ تم پر حکومت کرنے کی تمنا ہے میں یہ چاہتا ہوں کہ تم بُت پرستی ختم کر دو خدا کے سچے پرستار بن جاؤ اور بُری راہ ترک کر کے سیدھی راہ پر آجاؤ کفّار قریش کے تمام کوششیں ناکام ہوگئیں اور آئے دن اسلام کو عروج ہوتا گیا آخر سرداران قریش نے تنگ آکر دارالندوہ میں مشورہ کر کے آپؐ کے قتل کی سازش کی اور آپ کے مکان کو گھیر لیا ۲۷ صفر کو بہ وقت شب آپؐ سورۂ یٰسین تلاوت فرماتے ہوئے دشمنوں کے بیچ میں سے حضرت علیؓ کو اپنے بستر پر سونے کی ہدایت دے کر اور حضرت صدیق اکبرؓ کو ساتھ لے کر غارِ ثور میں تین روز رہ کر مدینہ کی سمت ہجرت فرمائی۔

سراقہ بن جہشمؓ نے تعاقب کیا اور اس کے گھوڑے کے پاؤں زمین میں دھنس گئے آپؐ نے اس کو معاف فرمایا اور جہشمؓ کو فرمان امان تحریری طور پہ عطا فرمایا راستے میں بریدہ اسلمی اور اس کے ستر ساتھیوں نے تعاقب کیا اور آپؐ سے گفتگو کرنے کے بعد وہ مسلمان ہو گئے ۶۲۱ سنہ ھ ۸ ربیع الاول کو آپؐ قبا میں داخل ہوئے چودہ روز قیام فرمایا اور مسجد قبا کی تعمیر فرمائی ۲۲ ربیع الاول روز جمعہ مدینہ میں داخل ہوئے اور حضرت ابو ایوب انصاریؓ کے مکان میں ۷ ماہ قیام فرمایا اس وقت مدینہ کا نام یثرب تھا تو آپؐ نے مدینۃ النبیؐ رکھا، مسجدِ نبوی تعمیر فرمائی، حضرت عائشہ صدیقہؓ کی رخصتی اور آپ کے ساتھ گھریلو زندگی شروع ہوئی، ۲ھ میں اذان کا حکم صادر ہوا، رمضان کے روزے فرض ہوئے، اس مدت میں آٹھ غزوات وجنگیں ہوئیں جن میں سب سے زیادہ اہم جنگِ بدر ہے، اس جنگ میں سولہ صحابہ شہید ہوئے، ۴۷ کفّار قتل، اور ۷۳ کفّار گرفتار ہوئے۔

جنگِ بدر میں ۳۱۳ صحابہ نے ایک ہزار دشمنوں سے مقابلہ کیا۔ ۶۲۵ء ۴ھ میں شراب کا استعمال حرام قرار پایا۔ ۶۲۶ء ۵ھ میں پردہ کا حکم نازل ہوا۔ ماہ شوال میں جنگِ اُحد کا واقعہ

پیش آیا، ۶۲۷ء ۶ھ میں بیعتِ رضوان اور صلح حدیبیہ کا معاہدہ ہوا، ۶۲۸ء میں جنگ خیبر ہوئی، ۶۲۹ء ۸ھ میں فتح مکہ اور جنگِ حُنین زیادہ اہم ہیں، ۶۳۰ء ۹ھ میں منافقوں کی مسجدِ ضرار جلادی گئی۔ ۶۳۱ء میں دشمنانِ اسلام جمع ہوکر اسلام کے خلاف سازشیں کرتے رہے۔

۱۰ھ میں آپ ایک لاکھ چالیس ہزار صحابہ کے ساتھ حج ادا فرمائے اور آخری خطبہ دے کر اہم احکام اور ضروری مسائل سمجھا کر اُمت کو وداع کیا، اس کو حجۃ الوداع کہتے ہیں، ۳ھ سے ۹ھ تک ۸۱ جنگیں ہوئیں، حضورؐ ۲۷ جہادوں میں بہ نفسِ نفیس شریک تھے جن کو غزوات کے نام سے یاد کیا جاتا ہے، اور جن جنگوں میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم شریک نہیں رہے ان کو سریّہ کہا جاتا ہے آپ نے ۶۳ سال ۴ یوم اس عالم میں قیام فرماکر بتاریخ ۱۲ ربیع الاول ۱۱ھ روز دوشنبہ ۶۳۲ء بوقتِ چاشت اس دُنیا سے پردہ فرمایا۔ آپ کا مزار مبارک حضرت عائشہ صدیقہؓ کے حجرہ شریف میں ہے، آپ نے ۵۳ سال کی عمر تک مکہ میں قیام فرمایا اور دس سال مدینہ میں، اس طرح ۶۳ سال کی عمر میں وصال فرمایا۔